کروناوائرس کے مثبت سماجی پہلو: شریعت اسلامیہ کی روشنی میں تجزیاتی جائزہ

Positive Social Aspects of Corona Epidemic: An Analysis in the Light of Islamic Shariah

Fakhra Tahseen
PhD Scholar
Govt. College Women University, Sialkot
Email: fakhrasohail77@gmail.com
Dr Waleed Khan
Lecturer, Institute of Arabic & Islamic Studies GC Women University Sialkot
Email: waleedkhan764110.wk@gmail.com

ABSTRACT
The present study attempts to bring forth positive social aspects of the Corona Virus induced epidemic of 2020-2021 in the light of Islamic Shariah. Islam is a complete and comprehensive religion that guides human beings on every aspect of this life and the life hereafter. Recently, the Novel Corona Virus that broke out in Wuhan, China in the late 2019 shook the world and brought death indiscriminately. Numerous challenges sprang out of it including religious, educational, economic, psychological, medical, and familial issues. On the contrary, this epidemic also taught us many positive values including simplicity, reticence, cleanliness, purity, social welfare, sacrifice, tolerance, and self-respect. It led us to value time and follow lofty objectives in life. It showed the possibility to kill social evils especially back biting, lying, prejudice, and jealousy. It emphasized on having a pure and helping family life. It taught us to follow the principles of nature with simplicity as the core value. The world learnt the value of covering face (using a veil) by wearing face mask. Above all, it brought man closer to Allah Almighty. However, once man controlled this virus and developed a vaccine by the will of Almighty, he reverted to his previous faulty routine again. The lesson learnt during the epidemic must have been exercised in normal times as well but this did not happen. This study is going to delve into the positive effects of Corona virus epidemic to see how can the positive values learnt and practiced during the epidemic days can be made a part of our normal life now as well. This research will use the qualitative approach for analysis.
Keywords: Corona epidemic, Islamic Shariah, positive social aspects, connect with Allah, qualitative reach method

دین اسلام ایک جامع اور کامل مذہب ہے اس کی جامعیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ انسان کو جس شعبہ زندگی میں راہ نمائی اور مدد کی ضرورت ہوتی ہے وہ مکمل راہ نمائی فراہم کرتا ہے وہ نہ صرف اس دنیا میں بلکہ مرنے کے بعد بھی ہدایت اور راہ نمائی دیتا ہے۔ زندگی کے معاملات ہوں یا سماجیات کا کوئی پہلو، معاشیات ہوں یا سیاست ،عبادات ہوں یا اخلاقیات، پر امن حالات ہوں یا جنگ یا غیر معمولی اور غمگین حالات ہوں غرض حیات انسانی کے ہر پہلو اور ہر معاملے میں راہ نمائی شریعت اسلامیہ نے فراہم کی ہے۔ یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ دنیا میں جو چیز بھی وقوع پذیر ہوتی ہے اسکے اچھے اور برے دونوں پہلو ہوتے ہیں اور معاشرے میں وقوع پذیر ہونے والی تبدیلیاں یقیناً معاشرے پر بھی اپنے اثرات مرتب کرتی ہیں۔ ان میں ۲۰۱۹ء کے آخر میں چین کے شہر "وہان" سے کروناوائرس نامی متعدی وباء نے بین الاقوامی سطح پر بہت زیادہ تباہی مچادی جس نے دنیا کے بے شمار افراد کو موت کی نیند سلا دیا اور لوگ اپنے بہت سے پیاروں سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو گئے۔ اس وباء نے ہر شعبہ زندگی کے لوگوں کو متاثر کیا۔ بہت سے مسائل منظر عام پر آئے جن میں مذہبی، تعلیمی، معاشی، نفسیاتی، طبی اور عائلی مسائل سرفہرست ہیں۔ انسان معاشرت پسند ہے جب وہ مسائل میں گرا ہوتا ہے تو اکثر اسکی نظروں سے اچھے پہلو معدوم ہو جاتے ہیں حالانکہ کروناوائرس بہت سارے مثبت سماجی پہلو بھی لے کر آیا۔ اس نے ہمیں بہت کچھ سکھایا۔ اس نے ہمیں سادگی، قناعت پسندی، طہارت و پاکیزگی، خدمت خلق ،ایثار و قربانی، صبر و برداشت، عزت نفس کی حفاظت کی تعلیم دلائی۔ وقت کی قدر و قیمت بتائی، مقصد زندگی کا تعین کرایا، معاشرتی برائیوں خصوصاً جھوٹ، غیبت، چغلی اور حسد سے نجات دلائی۔ افراد خانہ کے ساتھ تعلقات خصوصاً بزرگوں کا خیال اور خدمت کا درس دیا۔ بچوں کے تعلیمی و تربیتی پہلوں پر توجہ دی گئی۔ گھریلو زندگی خصوصاً زوجین کے حقوق و فرائض کی بہترین انجام دہی پر زور دیا۔ کرونا نے سبق دیا کہ زندگی کو فطرت کے اصولوں کے مطابق گذارا جائے۔ "میری زندگی میری مرضی" کے اصولوں کو چھوڑ دیا جائے۔ اس نے ہمیں ماحولیاتی مسائل سے نجات دلائی اور مرد و زن کو ماسک پہنا کر اللہ تعالیٰ کے حکم "پردے" کو لاگو کروایا۔ سب سے بہتر مثبت پہلو یہ تھا کہ اس نے انسانوں کو ان کے رب کے قریب کر دیا اور ان کی روحانی تربیت کا اہتمام کیا تاکہ انسان یہ ناں سمجھ لے کہ کرونا وباء کے ذریعے اسے صرف عذاب دیا جانا ہی مقصود تھا بلکہ اس وبائی مرض کے ذریعے وہ رجوع الی اللہ کر کے روحانی مراتب کی طرف بڑھے اور اپنا احتساب خود کرنے لگے۔ لیکن جب حضرتِ انسان نے اس نظر نہ آنے والے وائرس پر اللہ کے حکم اور ویکسین کے استعمال پر قابو پالیا تو ہم پھر اپنے اپنے معاملات زندگی پر لوٹ آئے ہیں اور پہلے کی طرح مادیت پرستی کی زندگی میں مصروف ہو گئے ہیں۔ اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ کروناوباء کے مثبت سماجی پہلوؤں کو عام حالات میں بھی جاری رکھا جائے اور اپنے معمولات زندگی شریعت اسلامیہ کی اصل روح کے مطابق انجام دیئے جائیں۔ اس مقالے میں کروناوباء کے

مثبت سماجی اثرات کا ذکر کیا جائے گا کہ پھر کسی طرح ہم اس کے مثبت پہلوؤں کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنا سکتے ہیں۔ دین اسلام کی راہ نمائی کے نتیجے میں مستقبل میں آنے والی آفات اور وبائی امراض کے نتیجے میں پیدا ہونے والے مسائل سے نبرد آزما ہوسکتے ہیں جس سے معاشرے کے افراد کو یقیناً فائدہ ہو گا۔

اس تحقیق کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے معیاری (Qualitative) طریقہ تحقیق اختیار کیا جائے گا۔

کلیدی الفاظ: کروناوائرس، شریعت اسلامیہ، کرونا کے مثبت سماجی پہلو، رجوع الی اللہ، معیاری طریقہ تحقیق

کروناوائرس کا تعارف:

دسمبر ۲۰۱۹ء میں عوامی جمہوریہ چین[1] (People's Republic of China) کے صوبہ ہوبئ[2] (Hubei) کے شہر ووہان (Wuhan) میں پہلی بار نول کروناوائرس کی نشاندہی ہوئی اور پھر یہ وباء اس برق رفتاری سے پھیلی کہ چند ہی مہینوں کے بعد ۱۱ مارچ ۲۰۲۰ء کو عالمی ادارہ صحت (WHO)[3] نے ۱۱۴ ممالک میں کرونا وباء کے تقریباً (۱۱۸۳۳۰) تصدیق شدہ کیسز (Cases) کے ساتھ اسے عالمی وبائی مرض (Global pandemic) قرار دے دیا۔[4] ۲۷ مارچ تک ۱۹۰ ملکوں کے مختلف خطوں میں اس وبا کے ۵ لاکھ ۴۹ ہزار سے زائد متاثرین کی اطلاع آچکی تھی جن میں سے ۲۴ ہزار ایک سو افراد اس مرض سے جانبر نہ ہو سکے اور لقمہ اجل بن گئے، جبکہ ایک لاکھ اٹھائیس ہزار افراد اس مرض سے متاثر ہوئے۔[5] اس کے بعد سے یہ مرض پھیلتا ہی گیا یہاں تک کہ مئی ۲۰۲۰ء میں ۲۱۶ ممالک میں کیسز بڑھ کر (۴,628,903) ہو گئے اور (۳,120,09) اموات ریکارڈ کی گئیں۔ ۱۸ مئی ۲۰۲۰ء تک یہ مرض ترقی یافتہ ممالک جیسا کہ امریکہ، سپین، اٹلی، ترکی، روس اور فرانس میں ۱۷۸۸ سے ۵۹۵۹ کیسز فی ملین آبادی کے درمیان بڑھے۔[6] یہ وبائی مرض اچانک ہی نمودار ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے سال ۲۰۲۲ء کا اختتام ہونے کو ہے مگر یہ وباء آج بھی عصر حاضر کے انسان کو ذہنی و جسمانی طور پر مفلوج کر رہی ہے۔ پچھلے تین سال سے یہ مرض ہمیں خوف و ہراس کی چادر میں لپیٹ کر ہماری معیشت، معاشرت، سیاست، تعلیم غرض عبادات تک کے نظام کو اندر ہی اندر کھوکھلا کر رہا ہے۔ اگرچہ تین سال بعد اس مرض کے پھیلاؤ کی شدت میں کمی آچکی ہے۔ احتیاطی تدابیر اور ویکسین کی ایجاد کے بعد اس وباء پر کافی حد تک قابو پالیا گیا ہے مگر تاحال اس وباء کو جڑوں سمیت ختم نہیں کیا جاسکا جس کی وجہ سے یہ خدشات پیدا ہو رہے ہیں کہ یہ مرض اب مستقل طور پر مستقبل میں بھی اپنی شکلیں بدل بدل کر ہمارے ساتھ چلنے والا ہے۔ نول کروناوائرس کوئی نیا لفظ نہیں ہے بلکہ پہلے سے جانا پہچانا ایک نئی شکل کے ساتھ جدید انسانی تاریخ میں وارد ہونے والا لفظ ہے۔ بیسوی صدی کا سب سے بڑا چیلنج ہے جس نے تقریباً ساری دنیا کو خوف کے کٹہرے میں لا کھڑا کیا ہے۔

"نول کرونا وائرس"(Novel Corona virus) کو (COVID-19) بھی کہا جاتا ہے۔ جس کا مطلب کچھ یوں ہے:

CO	→	Corona
VI	→	Virus
D	→	Diseases
19	→	2019

نول اردو زبان میں کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے جیسا کہ (نیا، جدید، غیر معمولی، انوکھا اور نادر) وغیرہ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔[7]

جبکہ کرونا ایک فرانسیسی لفظ ہے جو اکثر پلازمہ فزکس میں بطور اصطلاح استعمال ہوتا ہے۔ جس کا مطلب ہے" روشنی کا ہالہ یا دائرہ جو کسی چمکدار جسم کے گرد نظر آتا ہے، خاص طور پر سورج یا چاند کے گرد نظر آنے والا دائرہ۔ علم فزکس کے مطابق سورج کے کروموسفیئر (chromosphere) کے باہر ایک ہلکا سا چمکدار دائرہ، اندرونی حصہ جو انتہائی آرگنائزڈ عناصر پر مشتمل ہوتا ہے۔ اکثر گرہن کے وقت سورج اور چاند کے گرد واضح طور پر نظر آتا ہے مگر ہم عام آنکھ سے آسانی کے ساتھ اسے دیکھ نہیں سکتے۔[8]

۱۹۶۸ء میں جن سائنسدانوں نے کوروناوائرس کی اصطلاح پیش کی ان کا خیال تھا کہ مائکروسکوپ کے نیچے جس وائرس کو وہ دیکھ رہے تھے وہ شمسی اور قمری کرونا سے مشابہت رکھتا ہے: سورج کے گرد گیسوں کا ایک روشن تاج نما حلقہ یا ہالہ جو سورج گرہن کے دوران نظر آتا ہے۔ تاہم اسی مشابہت پر اس وائرس کو بھی کرونا کا نام دیا گیا"[9]

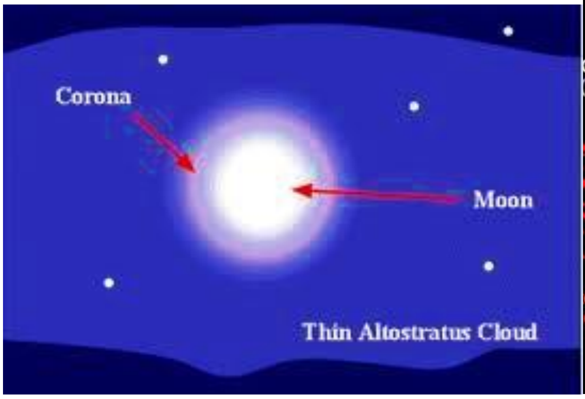

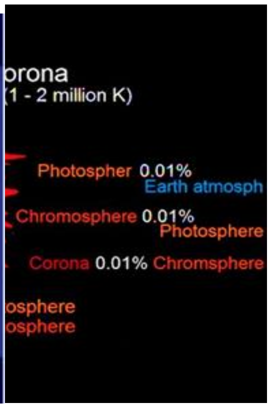

Corona around Moon **Corona around Sun**

(Image credit :Google)[10]

لفظ کرونا کا مطلب تاج (Crown) بھی ہے۔ جب کرونا وائرس کو خرد بین کے ذریعے دیکھا گیا تو نیم گول وائرس کے کناروں پر ایسے ابھار نظر آئے جو عموماً تاج (کراؤن) کے کناروں پر ہوتے ہیں۔ لاطینی زبان میں تاج کو کرونا کہا جاتا ہے۔ اسی بناء پر بھی اس وائرس کو یہ نام دیا گیا۔[11]

وائرس (Virus)

وائرس ایک لاطینی لفظ ہے جس کا مطلب زہر ہے اور یہ چھوٹے چھوٹے ایجنٹ کی صورت میں ہوتا ہے جو متعدی بیماری کا سبب بنتا ہے۔ کوروناوائرس وائرسوں کا ایک خاندان ہے جس کا نام اس کی ظاہری شکل سے پڑا ہے۔ ۲۰۱۹ء سے قبل اس وباء کا نام ایکیوٹ ریسپائریٹری سنڈروم کوروناوائرس (SARS-CoV-2) تھا۔ یہ مرض نزلہ، زکام یا فلو ہی کی ایک نئی اور بگڑی ہوئی شکل ہے۔ یہ مرض اکثر نظام تنفس (Respiratory system) کو شدید متاثر کرتا ہے جس سے کسی بھی جاندار کی موت واقع ہو سکتی ہے جو اس مرض میں مبتلا ہو۔[12] تاہم عصر حاضر میں پھیلنے والی اس وباء کا تعلق بھی فلو سارس وائرس (SARS-CoV-2) وغیرہ سے ہے۔

پاکستان میں کروناوائرس کی نشاندہی:

پاکستان میں کروناوائرس دنیا کے دیگر ممالک کی طرح چند متاثرہ افراد کے ذریعے داخل ہوا۔ پاکستان میں کرونا کے پہلے کیس کی رپورٹ پاکستانی میڈیا کے ذریعے نشر ہوئی جو کہ کچھ یوں تھی:

> ۲۶ مارچ ۲۰۲۰ء میں پہلی مرتبہ کراچی اور اسلام آباد میں نوول کروناوائرس کے دو کیس سامنے آئے۔ ان میں ایک مریض کراچی کا ۲۲ سالہ یحییٰ جعفری تھا جو ۲ فروری کو ایران سے پاکستان کو واپس آیا تھا۔ جبکہ اس وقت کرونا وباء ایران میں پھیل چکی تھی اور تقریباً ۱۹ ہلاکتیں اور ۱۳۹ افراد اس وباء کی لپیٹ میں آچکے تھے۔ تاہم ایران سے واپس آنے والا دوسرا پاکستانی اسلام آباد کا رہائشی تھا۔ ان دونوں افراد میں کرونا وباء کی تشخیص ہونے کے بعد پاکستان میں ہنگامی صورتِ حال نافذ ہو گی۔ ایئر پورٹ پر کرونا کی علامات کا معائنہ کرنے والی ٹیم نافذ کر دی گی نیز ہسپتالوں کے عملے کو الرٹ کر دیا گیا، آغا خان سول اور جناح ہسپتال میں آئسولیشن وارڈز قائم کئے گئے اور پیرامیڈیل سٹاف کی چھٹیاں منسوخ کر دی گئیں، جب کہ سندھ میں ۲۸ فروری ۲۰۲۰ء کو تمام تعلیمی اداروں کو ۱۵ مارچ تک کے لیے بند کر دیا گیا۔[13]

اگر دیکھا جائے تو اس وباء نے مجموعی طور پر پاکستان میں جنوری ۲۰۲۰ سے لے کر اگست ۲۰۲۳ تک تقریباً (1,580,631) لوگوں کو متاثر کیا جن میں (30,656) لوگوں کو جان سے ہاتھ دھونا پڑے[14]۔

کروناوائرس نے جہاں دنیامیں ہلچل مچادی وہاں بہت سارے انقلابات بھی رونما ہوئے۔عام دنیاکامقابلہ ایک ڈیجیٹل دنیاسے ہوا۔ آن لائن نیٹ ورکنگ سسٹم کو کافی ترقی ملی۔ دنیانے نئے سرے سے جیناسیکھا۔ تجارت ولین دین سے لے کر تعلیمی نظام تک سب آن لائن سسٹم سے متعارف ہوئے۔اور عائلی زندگی میں بہت ساری مثبت تبدیلیاں رونما ہوئیں۔

کروناوائرس کے عائلی زندگی پر مثبت اثرات

کروناوائرس نے جہاں عائلی زندگی پر منفی اثرات مرتب کئے اور معاشرتی بنیادوں کو ہلاکر رکھ دیاوہاں بہت سارے مثبت پہلو بھی سامنے آئے جن کو فراموش نہیں کیاجاسکتا۔کیوں کہ یہ قدرت کادستورہے کہ ہر تنگی کے ساتھ آسانی بھی ہوتی ہے۔ارشادباری تعالیٰ ہے:

﴿ فَإِنَّ مَعَ ٱلْعُسْرِ يُسْرًا ﴾[15] "یعنی پس ہر تنگی کے ساتھ آسانی ہے"۔

کروناوائرس اگرچہ ایک مرض تھاجو کہ کسی بھی انسان کے لیے ناگزیر تھامگراس کے نزول کے بعد انسانی معاشرت بالخصوص عائلی زندگی میں جو مثبت پہلوسامنے آئے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

محبت والفت کاحصول

نکاح اللہ تعالیٰ کابنایاہواسب سے خوبصورت پاکیزہ اور پرتاثیر رشتہ ہے،یہ وہ رشتہ ہے جس پر خاندان کی بنیاد پڑتی ہے۔زندگی کااطمینان بڑی حدتک ایسی خوشگواری اور باہمی الفت اور محبت پر ہے یہ اس وقت ہوتاہے جب دونوں شریعت کی طرف سے عطاکردہ ہدایات پر عمل پیراہوں۔اگر مصیبت اور مشکل کے وقت ایک دوسرے کاسہارابناجائے تو مشکلات آسان ہوجاتی ہیں محبت اور احساس کرنے والاشوہر اللہ کی ایک خاص رحمت ہوتاہے کمزورسے کمزور عورت اور بیمار عورت بھی صحت مند ہوجاتی ہے جب اسے عزت اور سہارادینے والامرد موجود ہواس طرح مرد کے پیچھے اگر ایک مضبوط اور محبت کرنے والی عورت موجود ہوتونہ صرف مرد کو دنیامیں کامیاب کرواسکتی ہے بلکہ ہر مشکل اور آزمائش کہ وقت اس کاسہارابن جاتی ہے اچھے حالات اور خوشحالی میں تووقت اچھاگزرہی جاتاہے اصل فرض کاوقت اس وقت شروع ہوتاہے کہ جب کوئی ازمائش مصیبت یابیماری آئے اس وقت ایک دوسرے کاسہارابننا۔عالمی وباکروناکے دوران بعض جگہوں پر خاوند بیمار ہوئے توبیوی نے گھر اور بچوں کی دیکھ بھال کے ساتھ ساتھ خاوند کو بھی سنبھالا۔بزرگ کہتے ہیں مرد کی پہچان عورت کی بیماری میں اور عورت کی پہچان مرد کے تنگ حالات میں ہوتی ہے۔انٹرویوگائیڈکی روشنی میں کچھ کپلز نے کہاکہ میاں بیوی کوایسے حالات میں ایک دوسرے کے قریب آنے کاموقع ملاایک دوسرے کو سنبھالاحتی کہ ان کی بیماری ٹھیک ہوگئی اور بعض جگہوں پر حالات مکمل طور پر مختلف تھے۔اگر ہم تاریخ اسلام کاجائزہ لیں۔

حضرت ایوب علیہ السلام کو اللہ تعالی نے جب بیماری میں مبتلا کیا، کوئی عضو صحیح سالم نہ رہا سوائے دل اور زبان کے آپ کے پورے جسم پر پھوڑے پڑ گئے جن پر کیڑے پڑ گئے کوئی ساتھ نہ نبھا سکا آپ کو شہر کے باہر پھینک دیا گیا کوئی غم خوار نہ تھا سوائے بیوی کے جو ان کا بے حد خیال کرتی تھی حضرت ایوب کا گوشت تک جسم سے جھڑ گیا صرف ہڈیاں اور پٹھے باقی رہ گئے۔ بیوی باریک ریت لے کر آتی اور ان کے نیچے بچھا دیتی تا کہ جسم کو تکلیف نہ ہو۔

اس طرح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی مثال پہلی وحی کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بخار ہو گیا تو انہوں نے آپ کو محبت الفت کے ساتھ تسلی دی س اور سمجھایا۔ اس میں شک نہیں کہ محبت کرنے والی اور نیک عورت اللہ کی بہترین متاع ہے۔

حدیث نبوی ﷺ ہے:

"انما الدنيا متاع و ليس من متاع الدنيا بشئ أفضل من المرأة الصالحة"[16]

"دنیا متاع ہے اور دنیا کے سامانوں میں کوئی بھی چیز نیک اور صالح عورت سے بہترین نہیں ہے"

کرونا کی جنگ کو نفرت کے ساتھ نہیں بلکہ محبت سے جیتا گیا۔

حقوق و فرائض سے آگاہی

اسلام ایک دین فطرت ہے اور دین انسانیت بھی۔ اس نے مسلمانوں کو ایسا نظام معاشرت عطا کیا ہے جس میں انسانی زندگی اور ہر طبقے کے افراد کے حقوق و فرائض مختص کر دیے گئے ہیں، خصوصا زوجین کے حقوق و فرائض کے حوالے سے اسلامی تعلیمات بہت واضح ہیں اور بہت پائیدار بھی۔ دونوں کے حقوق و فرائض متعین کر دیے گئے ہیں جن کی ادائیگی سے خاندان کی بنیاد مضبوط ہوتی ہے اور معاشرے میں امن و سکون کا ماحول پیدا ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے. ﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِٱلْمَعْرُوفِ﴾[17]

"اور عورتوں کے ساتھ اچھی طرح سے زندگی بسر کرو"

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ ٱلَّذِي عَلَيْهِنَّ بِٱلْمَعْرُوفِ﴾[18]

"اور دستور کے مطابق ان کا ویسا ہی حق ہے جیسا ان پر ہے"

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا؛ خيركم خيرم لأهله و أنا خيرم لأهلي" تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ بہتر ہو اور میں تم میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ سب سے بہتر ہوں" کے نزدیک اس حدیث کی روشنی میں

بہترین ہونے کا معیار اپنے خاندان اور فیملی کے ساتھ اچھا ہونے میں ہے اور اچھا انسان اس وقت بنتا ہے جب وہ اپنے فرائض احسن طریقے سے ادا کرے نبی کریم ﷺ کا طریقہ کار تھا کہ جب گھر آتے اپنے اہل خانہ اور ازواج مطہرات کے ساتھ مل کر گھر کا کام کرواتے۔ایک اور حدیث مبارکہ ہے؛

"تؤدون الحق الذی علیکم و تسا لون اللہ الذی لکم"[19]

"جو حقوق تم پر دوسروں کے واجب ہوں انہیں ادا کرتے رہنا اور اپنے حقوق اللہ سے مانگنا"

کروناوبا نے انسانوں کو حقوق و فرائض کا شعور دیا کروناوبا سے پہلے زندگی کی مصروفیات اتنی زیادہ تھیں کہ بعض اوقات افراد خانہ کو ایک دوسرے کے ساتھ بات کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا تھا گھر میں فارغ رہنے پر ان کو اکٹھے بیٹھ کر گپ شپ لگانے، بحث مباحثہ کرنا اور ایک دوسرے کے مسائل کو سمجھنے کا نادر موقع بھی ہاتھ لگا خصوصاً زوجین کو ایک دوسرے کے قریب آنے کے ساتھ افراد خانہ کے ساتھ خوشحال زندگی گزارنے کا احساس ہوا اس بات کی وضاحت حدیث سے ہوتی ہے۔ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

"المرأة راعیة علی بیت زوجها وولده و هی مسولة عنهم"[20]

"بیوی اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے اور اس سے اس کی نگرانی کے بارے میں پوچھا جائے گا"

صفائی و پاکیزگی کا اہتمام اور فروغ

مذہب اسلام میں صفائی اور پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے، ہمارا مذہب جہاں تزکیۂ نفس کی اتنی تاکید کرتا ہے وہ صحت کے حصول کے لیے پاکیزگی کو کیسے بھول سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" ﴿قَدۡ أَفۡلَحَ مَن تَزَكَّىٰ﴾ "[21]

" تحقیق جس نے پاکی حاصل کی وہ فلاح پاگیا"

دین اسلام میں صحت کی حفاظت کے لیے ہدایات موجود ہیں۔کوئی بھی بیماری ہو خواہ کرونا ہی کیوں نہ ہو اس نے صفائی کی اہمیت کا احساس دلایا کہ گھر کو صاف رکھنے کے ساتھ ساتھ ہاتھوں کی صفائی بار بار دھونا بھی شامل تھا۔

﴿وَإِن كُنتُمۡ جُنُبٗا فَٱطَّهَّرُواْۚ وَإِن كُنتُم مَّرۡضَىٰٓ أَوۡ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوۡ جَآءَ أَحَدٞ مِّنكُم مِّنَ ٱلۡغَآئِطِ أَوۡ لَٰمَسۡتُمُ ٱلنِّسَآءَ فَلَمۡ تَجِدُواْ مَآءٗ فَتَيَمَّمُواْ صَعِيدٗا طَيِّبٗا فَٱمۡسَحُواْ بِوُجُوهِكُمۡ وَأَيۡدِيكُم مِّنۡهُۚ﴾[22]

"اور اگر تم ناپاک ہو تو نہالو، اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو یا کوئی تم میں سے

جائے ضرور (رفع حاجت) سے آیا ہو یا عورتوں کے پاس گئے ہو پھر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی

سے تیمم کر لو اور اسے اپنے مونہوں اور ہاتھوں پر مل لو"

وضو نام ہے جسم کے ظاہری اعضا کو پاک وصاف رکھنے کا جہاں تک غسل کا تعلق ہے اس کو بھی اہم مقاصد اور فوائد کے ساتھ مشروع کیا گیا ہے، جیسے جنابت دور کرنا بدن کو پاک کرنا، تر و تازہ کرنا، جراثیم سے آلودہ ہونے سے بچانا اس اعتبار سے شرعی طہارت معقول اور فطرت کے عین مطابق ہے کیونکہ وہ مہذب انسانی ذوق کے اصول و اقدار کے عین مطابق ہے۔[23]

صفائی خدا کے پسندیدہ کاموں میں سے ایک ہے۔

﴿إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلتَّوَّٰبِينَ وَيُحِبُّ ٱلْمُتَطَهِّرِينَ﴾[24]

نبی کریم نے صفائی کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے۔

"الطهور شطر الايمان"[25]

"طہارت ایمان کا حصہ ہے"

حضرت عطا بن یسار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ مسجد میں تھے تو ایک شخص جس کے سر اور داڑھی کے بال گندے تھے آپ ﷺ نے اس کے سر اور داڑھی کے بال صحیح کرنے کا حکم دیا۔ جب اس نے ایسا کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا یہ بہترین ہے اس کے مقابلے میں کہ تم سے کوئی شخص اس حال میں آئے کہ اس کے بال پراگندہ ہوں گویا وہ شیطان لگ رہا ہو۔

کروناوائرس کے اثرات کے حوالے سے انٹرویو دہندگان میں اکثریت نے کروناوائرس سے بچنے کے لیے صفائی کی اہمیت پر زور دیا۔ لہٰذا طہارت و پاکیزگی کے انفرادی اور معاشرتی دونوں سطحوں پر اچھے اثرات ہیں خصوصاً معاشرتی سطح پر پاکیزگی اور صفائی کا ایک خوشگوار نتیجہ مرتب ہوتا ہے وہ معاشرہ صاف ستھرا اور بیماریوں میں مبتلا نہیں ہوتا، جب افراد معاشرہ جسمانی اعتبار سے صحت مند ہوتے ہیں تو وہ اس قابل ہوتے ہیں کہ اپنے معاشرے اور قوم و ملک کے لیے مفید ثابت ہوں کیونکہ صحت مند افراد سے ہی صحت مند معاشرہ اور صحت مند معاشرے سے صحت مند قوم جنم لیتی ہے۔

زندگی کی مسابقت کا خاتمہ

مصروفیت زندگی کی وجہ افراد خانہ میں ہر شخص اپنے کام میں مگن تھا ہر شخص کی دوڑ لگی ہوئی تھی کہ میں اپنے ٹارگٹ حاصل کر لوں محسوس ہوتا تھا جیسے زندگی ایک ٹرین کی طرح ہے جو آگے بڑھنے کی جستجو میں صرف چلتی ہی جارہی

ہے جو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی انسان کی نگاہ اپنے سامنے کی متاع حقیر (دنیا) پر نظر رکھ کر پردۂ غیب کی متاع کثیر سے غافل ہوگئی تھی مال و دولت اور جاہ و منصب کہ حصول کی دوڑ بھاگ نے اسے اس کے مقصد حیات اور زندگی کے بعد موت کے تعلق سے کچھ سوچنے کا موقع ہی نہیں دیا تھا جیسا کہ قرآن میں ہے:

﴿وَمَا هَٰذِهِ ٱلْحَيَوٰةُ ٱلدُّنْيَآ إِلَّا لَهْوٌ وَلَعِبٌ﴾[26]

"اور دنیا کی زندگی سوائے کھیل تماشہ کے اور کچھ نہیں"

حدیث میں ہے اللہ کی قسم آخرت کے مقابلے میں دنیا کی حقیقت صرف اتنی ہے جیسے کوئی سمندر میں انگلی ڈال کر دیکھے کہ وہ کتنا پانی لے کر لوٹتی ہے۔

موت اور زندگی کی حقیقت کو اللہ تعالی نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے:

﴿ٱلَّذِي خَلَقَ ٱلْمَوْتَ وَٱلْحَيَوٰةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا﴾[27]

"اس نے موت اور حیات کو بنایا تاکہ تمہیں آزما سکے کہ کون ہے جو تم میں اچھے عمل کرتا ہے"

انسانوں کی اکثریت نے زندگی کا مقصد حصول دنیا سمجھ لیا تھا لیکن اللہ تعالی کے عذاب میں بھی حکمت ہوتی ہے جیسے کرونا وبا ہے وہ ساری مصروفیات زندگی کا خاتمہ ہو گیا افراد خانہ ایک دوسرے کو وقت دینے لگے قلتِ وقت ختم ہوئی جس نے انسان کو زندگی کا مقصد بھلا دیا تھا۔

کرونا نے اس حقیقت کو واضح کر دیا کہ اصل زندگی حقیقی اور دائمی زندگی صرف آخرت کی زندگی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا ٱلْحَيَوٰةُ ٱلدُّنْيَآ إِلَّا مَتَٰعُ ٱلْغُرُورِ﴾[28]

"اور دنیا سوائے دھوکے کے سامان کے اور کچھ نہیں"

صبر و برداشت کا مظاہرہ، مشکلات کا مقابلہ کرنے کی کلید

کرونا وبا کے ایام میں لوگوں نے صبر و برداشت کا مظاہرہ کیا کیونکہ صبر و برداشت درحقیقت کامیابی حاصل کرنے کی اور مشکلات سے نکلنے کی کنجی ہے قرآن مجید میں ایسے لوگوں کی تعریف کی گئی ہے ۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:﴿وَٱلصَّٰبِرِينَ عَلَىٰ مَآ أَصَابَهُمْ﴾[29]

"اور مصیبت کے وقت صبر کرنے والے"

صبر کیا ہے؟ صبر یہ ہے کہ مصائب و آفات کے ہجوم میں بھی بے قرار نہ ہونا، ہر آفت کو خدا کا حکم اور مصلحت سمجھ کر برداشت کر لینا اور یقین رکھنا کہ اللہ تعالی اپنی رحمت سے اسے دور کر دے گا اور منزل و مقصود کے سلسلے میں جو

خطرات اور دشواریاں پیش آئیں ان سے پست ہمت نہ ہونا بلکہ ثابت قدمی کے ساتھ ان کا مقابلہ کرنا حقیقتاً صبر بہت سی نیکیوں کی بنیاد ہے۔

خوشیوں لذتوں اور مسرتوں سے بھرپور زندگی تو انسان کو بے حد دلکش اور بھلی معلوم ہوتی ہے انسان ان سب کو اپنی کوششوں کو صلہ سمجھتا ہے، اللہ کا فضل و کرم نہیں اور جب مشکلات پیش آتی ہیں وہ گھبرا کر اللہ سے گلہ شکوہ شروع کر دیتا ہے جو مصیبت میں ایک بڑی مصیبت بن جاتا ہے۔ صفت برداشت انبیاء کی صفت ہے جس کی تعریف اللہ نے قرآن پاک میں حضرت ایوب کے ضمن میں کی۔

﴿وَٱذۡكُرۡ عَبۡدَنَآ أَيُّوبَ إِذۡ نَادَىٰ رَبَّهُۥٓ أَنِّي مَسَّنِيَ ٱلشَّيۡطَٰنُ بِنُصۡبٖ وَعَذَابٍ﴾[30]

ترجمہ: "اور ہمارے بندے ایوب کو یاد کر، جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے تکلیف اور عذاب پہنچایا ہے"

"تفسیرِ ابن کثیر میں حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر کا تذکرہ ہے کہ جسم مریض ہو گیا یہاں تک کہ سوئی کے ناکے کے برابر سارے جسم میں ایسی کوئی جگہ نہیں تھی جہاں بیماری نہ تھی صرف دل سلامت رہ گیا، مفلسی انتہا درجے کی تھی، اولاد نے ساتھ چھوڑ دیا، ایک بیوی تھی جس کے دل میں خوفِ خدا اور اپنے شوہر کے لیے محبت تھی جو محنت مزدوری کر کے اپنے اور اپنے شوہر کا پیٹ پالتی تھی آٹھ سال تک یہی حال رہا اور شہر کا کوڑا کرکٹ جہاں ڈالا جاتا تھا وہاں لا کر بٹھا دیا گیا انہوں نے اللہ تعالی سے التجا کی اللہ نے ان کی دعا کو قبولیت کا شرف بخشا اور حکم ہوا اپنا پاؤں زمین پر مارو وہاں ایک چشمہ نکل پڑا اس سے غسل کرلو اور غسل کرتے ہی تمام بیماریاں جاتی رہیں۔ پھر حکم ہوا دوسری جگہ پر پاؤں کو زمین پر مارو دوسرا چشمہ نکل پڑا، حکم ہوا پانی پی لو اس کے پیتے ہی اندرونی بیماریاں جاتی رہیں"[31]

حضرت ایوب اور ان کی بیوی کی مثال مشکل حالات اور بیماری کے وقت ایک زندہ مثال ہے ان لوگوں کے لیے جن کے شوہر کروناوائرس میں مبتلا ہوئے ان کی بیویوں نے جس طرح ان کی دیکھ بھال کی ان کو علیحدہ روم میں رکھا اپنی حفاظت بھی کی اور بچوں کی دیکھ بھال بھی کی۔

علامہ اسماعیل حنفی لکھتے ہیں:

"کہ صبر اور معرفت ان امور میں سے ہے جنہیں بندے کو اپنے نفس کے اوپر واجب کرنا چاہیے کیونکہ یہ امور اللہ کے نزدیک محبوب اور پسندیدہ ہیں"[32]

امام غزالی کے نزدیک صبر چار طرح کا ہے۔

1- صبر علی الطاعہ

2- صبر عن المعصیہ

3- صبر عن فضول الدنیا

4- دنیاکے مصائب والام پر صبر۔

جب کوئی صبر کی تلخی برداشت کرے اور مذکورہ چاروں قسم کے صبر پر کاربند ہو جائے تو اسے اطاعت پر استقامت کی نعمت عظمی نصیب ہوتی ہے آخرت میں ثواب عظیم کا مستحق بنتاہے ایسے شخص کو دنیامیں گناہوں اور گناہوں کے نتائج بد سے حفاظت نصیب ہو جاتی ہے اور آخرت میں گناہوں کے وبال میں مبتلاہونے سے بچ جاتا ہے۔

1۔ مشکلات کا صبر کے ساتھ علاج کیسے کرنا ہے؟

اگرچہ اللہ تعالی بر حق پر توکل و بھروسہ کرتے ہوئے دل کو ایسی چاہت کی چیزوں سے الگ کرنا نفس امارہ کو اس کی بری عادات سے روکنا۔ دنیاوی معاملات کی تدابیر کو ترک کرنا اپنے متعلق نفع و نقصان کی چیزوں سے اعتراض کرتے ہوئے اپناسارا معاملہ اللہ تعالی کے سپرد کرنا۔ نفس امارہ کی نگرانی کرنا کسی امر کے فوت ہو جانے پر نفس کو بے صبری سے روکنا جبکہ بے صبری اس کی فطرت اور سرشت میں داخل ہے نیز نفس کو رضا کی لگام دینا اور نفرت کے باوجود نفس کو صبر کے تلخ اور کڑوے گھونٹ پلانا سب مشکل ترین علاج ہے لیکن اپنی اصلاح اور درستگی کی بھی صورت یہی ہے۔ اور یہی صراط مستقیم ہے اسی صراط مستقیم پر چلنے کا انجام اچھاہے اور سعادت و نیک نیتی کے حالات اسی طرح پیدا ہوتے ہیں۔

ایمان والوں کی تعریف

﴿ٱلَّذِينَ إِذَآ أَصَٰبَتۡهُم مُّصِيبَةٞ قَالُوٓاْ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيۡهِ رَٰجِعُونَ﴾[33]

"وہ لوگ کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں ہم تو اللہ کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں"

﴿ٱلَّذِينَ صَبَرُواْ وَعَلَىٰ رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُونَ﴾[34]

"جو لوگ ثابت قدم رہے اور اپنے رب پر بھروسہ کیا"

نبی کریم ﷺ کی پوری ذات امت مسلمہ کے لیے ایک شاندار مثال ہے آپ کو جن حالات کا سامنا کرنا پڑا وہ کروناوبا سے کہیں بڑھ کر تھے مگر اپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے صبر کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ آپ نے احد جیسے مشکل دن سے زیادہ کوئی مشکل دن گزاراہے۔ تو آپ ﷺ نے جواب دیا یوم العقبہ کو جو تکلیف پہنچائی گئی تھی اس سے زیادہ سخت کوئی نہیں تھی۔ جب بنو ثقیف کے سرداروں کو دعوت دی تھی۔[35]

خدمت خلق کا فروغ

کروناوائرس کے اگرچہ لاتعداد منفی اثرات بھی معاشرے پر مرتب ہوئے لیکن مثبت اثرات میں ایک فائدہ یہ بھی نظر آیا کہ معاشی حیثیت والے لوگوں نے اپنے رشتہ داروں اہل محلہ اور کروناوائرس میں مبتلا لوگوں کی جس طرح بھی خدمت کی ضرورت تھی فراہم کی۔ اسلام نے خدمت خلق کی اہمیت پر بہت زور دیا ہے لیکن جب حالات غیر یقینی کا شکار ہو جائیں جیسے کسی ملک میں کوئی آفت، مصیبت یا وبا پھوٹ پڑے تو ہر انسان کا جو معاشی لحاظ سے مضبوط ہے اس کا مذہبی اور اخلاقی فرض بنتا ہے کہ وہ مسائل میں گھرے ہوئے لوگوں کی مدد کرے۔

خدمتِ خلق کی کوشش انفرادی سطح کے ساتھ ساتھ حکومتی سطح پر کی گئی۔

1- حکومت کی طرف سے روزگار کے حوالے سے مدد اور کارکنوں کی برطرفی کو روکنے کے لیے کوشش۔ کرونا وائرس کے حوالے سے وزیر اعظم کا ریلیف فنڈ 2020۔

2- قرضوں کی شرائط میں نرمی۔

3- بینکوں کی طرف سے جراثیم سے پاک نوٹوں کی فراہمی۔[36]

اگر ہم تاریخ اسلام پر نظر دوڑائیں تو خدمت خلق کے حوالے سے بڑی بڑی مثالیں موجود ہیں۔ کیونکہ قبیلہ اشعری کے لوگ جب ہجرت کر کے مدینہ آئے تو ان سب میں خدمت خلق کا جذبہ موجود تھا وہ دوران غزوات جب ان کے پاس سامان ختم ہو جاتا یا مدینہ میں کوئی فکر وفاقہ میں مبتلا ہو تا ہر کسی کے گھر میں جو کچھ بھی ہو تا وہ سب کے سامنے رکھ دیا جاتا اور تمام لوگ اس کو آپس میں برابر تقسیم کر لیتے۔[37]

نہ صرف مرد بلکہ خواتین بھی اپنی ہمسایہ بہنوں کے ساتھ ہر مشکل میں ساتھ کھڑی ہوتی تھیں، حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو روٹی پکانی نہیں آتی تھی ان کے ہمسائے کی خواتین ان کے لیے روٹی پکایا کرتی تھی۔

مواخات مدینہ کی مثال ایک بے نظیر مثال ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ کے بقول جب ریاست مدینہ کا بانی مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آیا تو پہلے مہاجرین کی بے روزگاری اور معیشت کا ازالہ کیا گیا مواخات کے ذریعے مدنی مسلمانوں کے خاندانوں کو ان کے مکی مہاجرین بھائیوں کے خاندانوں میں ملا دیا گیا ان دونوں خاندانوں کو ایک خاندان بنا دیا گیا نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے:[38]

" الدين النصيحة"[39]

"دین خیر خواہی کا ہی نام ہے"

ایثار اور خدمت خلق کے حوالے سے علامہ آلوسی [illegible] کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

"کہ سائل و محروم لوگوں کی مدد کرنا کوئی احسان نہیں اس وجہ سے کہ کوئی خرچ کرنے والا انہیں اپنا احسان مند قرار دے بلکہ جو انہیں دیا گیا ہے اس کے تو وہ پہلے ہی مالک تھے یہ غریب مسکین اور مفلس لوگوں کے لیے استحقاق کی شدت کا بھی بیان ہے انہیں اپنا احسان مند رکھنے کی ممانعت کا بھی بیان ہے"[40]

عزت نفس کی حفاظت

کروناوائرس کے مثبت اثرات کے حوالے سے بعض کپلز نے مشکل حالات کا تذکرہ کیا لیکن انہوں نے کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلائے بھوکا رہنا گوارا کیا، گھر کی چیزیں فروخت کر دیں لیکن دستِ سوال دراز نہیں کیا ان کے سامنے نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث تھی:

"الید العلیا خیر من الید السفلی"[41]

"اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے"

تاریخ اسلام مثالوں سے بھری پڑی ہے، جب نبی کریم ﷺ ان کی بیوی خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ان کے خاندانوں کے افراد کو شعب ابی طالب میں محصور کر دیا گیا تھا تمام قبائل نے یہ فیصلہ مرتب کیا کہ کوئی شخص خاندان بنو ہاشم سے قرابت کرے گا، نہ ان کے ساتھ خرید و فروخت کرے گا نہ کھانے کا سامان جانے دے گا انہوں نے اس معاہدے کی پابندی کو اپنے اوپر اتنی شدت کے ساتھ لازم کر لیا کہ اس معاہدے کو کعبے پر لگا دیا۔

ایسے حالات میں کیا آپ ﷺ اور ان کے اہل خانہ بیمار نہیں ہوئے ہوں گے، بھوک نے بھی ستایا ہو گا لیکن کسی نے بھی جا کر کسی بھی شخص سے کھانے کی بھیک نہیں مانگی، آپ کے اہل خانہ نے درختوں کے پتے کھا کر گزار لیا لیکن عزت نفس کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔

آخر کار مسلسل تین برس تک حضور ﷺ اور آل بنو ہاشم نے یہ مصیبتیں برداشت کیں۔ دشمنوں کو خود ہی ترس آ گیا اور ان کی وجہ سے معاہدہ توڑنے کی تحریک شروع ہوئی، زہیر نے سب لوگوں کو مخاطب کر کے کہا: اے اہل مکہ! یہ کیا انصاف ہے کہ ہم لوگ آرام سے زندگی بسر کریں اور بنو ہاشم کو آب و دانہ نصیب نہ ہو؟ ابو جہل نے کہا کہ کوئی اس معاہدے کو ہاتھ نہیں لگا سکتا، زمعہ نے کہا کہ تو جھوٹ کہتا ہے جب یہ لکھا گیا تھا تب بھی ہم راضی نہ تھے غرض ہاتھ بڑھا کر مطعم نے دستاویز چاک کر دی۔[42]

نبی کریم ﷺ کا اصحاب صفہ کے حوالے سے طرز عمل یہ تھا کہ ان میں ہر گروہ جنگل میں جا کر لکڑیاں چن کر لاتا اسے فروخت کر کے اپنی معاشی کفالت کرتا۔ نبی کریم ﷺ کا اصول تھا کہ اسلامی معاشرے کا ہر شخص محنت کر کے بچوں کا پیٹ پالے گا بھیک مانگ کر اپنی عزتِ نفس کو خراب نہیں کرے گا۔

والدین اور بزرگوں کی خدمت کا جذبہ

وائرس کے ایام میں پاکستان کے حوالے سے یہ چیز بہت نظر آئی کہ مشترکہ خاندانی نظام میں والدین اور بزرگوں کی کروناوائرس سے بچنے کے حوالے سے کیئر کی گئی۔

ان کو باہر نکلنے کی اجازت نہیں تھی ان کی اولاد اور ان کے بچے ان کے لیے ضرورت کی اشیاء مہیا کر دیتے تھے کیونکہ بقول ڈاکٹرز زیادہ عمر کی وجہ سے بزرگوں کا مدافعتی نظام کمزور پڑ جاتا ہے لہذا ان کی حفاظت کرنی چاہیے۔

قران پاک میں ہے: "[illegible]" کا عملی نمونہ دیکھنے کو ملا۔

قران پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ مَآ أَنفَقْتُم مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَٰلِدَيْنِ وَٱلْأَقْرَبِينَ وَٱلْيَتَٰمَىٰ وَٱلْمَسَٰكِينِ وَٱبْنِ ٱلسَّبِيلِ﴾[43]

"کہہ دو جو مال بھی تم خرچ کرو وہ ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کا حق ہے۔"

اگر والدین میں کوئی بیمار ہو تو اس کی خصوصی دیکھ بھال کی گئی۔

عائلی زندگی کی ابتداء اگرچہ میاں بیوی کے کہ تعلقات سے ہوتی ہے، جو اولاد ہونے کی صورت میں والدین بن جاتے ہیں کیونکہ فیملی زندگی والدین کے بغیر نامکمل ہوتی ہے۔ والدین بچوں کے لیے ان کی جنت بھی ہیں اور جہنم بھی وہ اپنی اولاد کے لیے ایسے چرواہے کا کردار ادا کرتے ہیں جو اپنے جانوروں کے ریوڑ کو منتظم رکھتا ہے ان کی ضروریات کو پورا کرتا ہے ان کو وحشی اور جنگلی درندوں سے بچاتا ہے لہذا جب وہ بوڑھے ہو جائیں تو ہر حال میں ان کا خیال رکھنا چاہیے خصوصا یہی بیماری اور وبا کی شکل میں ان کی خدمت کرنا دوچند ہو جاتا ہے۔

بیرونی ممالک میں ایسا نہیں ہوتا وہ والدین اپنی زندگی روم میں گزارتے تھے بغیر اولاد کے اس لیے مغربی ممالک میں بوڑھوں کی ہلاکت کی شرح زیادہ تھی۔ ہمارے ملک پاکستان میں اگر والدین بیمار ہوتے تو ان کو گھر رکھ کر ان کی صحت کا خیال رکھا گیا اور وہ جلد از جلد صحت مند ہوئے۔

ازدواجی بندھن کی کثرت اور آبادی میں اضافہ

معاشرہ کی اکائی عائلی اور خاندانی زندگی ہے عائلی زندگی کی ابتدا مرد وعورت کے پاکیزہ تعلق سے ہوتی ہے یہی رشتہ مرد وعورت کے لیے وجہٗ تسکین ہے یعنی مرد اور عورت زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں انہوں نے مل کر اس گاڑی کو چلانا ہے اگر ایک بھی پہیہ خراب ہو جاتا ہے یا اتر جائے تو زندگی کی گاڑی نہیں چل سکتی۔ کروناوائرس کے ایام میں لوگوں نے شادیاں بھی خوب کی انتہائی سادگی کے ساتھ اور وہ کافی حد تک کامیاب رہیں اور آبادی میں اضافے کا بھی سبب بنیں۔

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفۡسٖ وَٰحِدَةٖ وَخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالٗا كَثِيرٗا وَنِسَآءٗۚ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ ٱلَّذِي تَسَآءَلُونَ بِهِۦ وَٱلۡأَرۡحَامَۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ رَقِيبٗا﴾ [44]

ترجمہ: "اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا
اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں،
اس اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو اور رشتہ
داری کے تعلقات کو بگاڑنے سے بچو، بے شک اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿نِسَآؤُكُمۡ حَرۡثٞ لَّكُمۡ﴾ [45]"

تمہاری بیویاں تماری کھیتی ہیں"

﴿إِنَّآ أَعۡطَيۡنَٰكَ ٱلۡكَوۡثَرَ﴾ [46]

"بیشک ہم نے آپ کو حوض کوثر سے نوازا"

بعض مفسرین میں کوثر کے لفظ سے امت کی کثرت مراد لی ہے جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم قیامت کے دن فخر کریں گے۔

ایک میرے انٹرویو دہندہ نے اس حقیقت سے پردہ اٹھایا کہ بعض لوگ جنہوں نے شادی ابھی نہیں کرنی تھی انہوں نے شادی کے اخراجات سے بچنے کے لیے بھی جلد از جلد شادی کر لی۔ کرونا کے مثبت اثرات ہیں کہ والدین اپنے بچوں کی شادیاں ان کے اس فرض سے سبک دوش ہوئے یہ چیز ان کے لیے کل بھی سکون کا باعث ثابت ہوئی کیونکہ قرآن پاک میں نکاح کے لیے لفظ "احصان" استعمال ہوا جو۔ حصن سے مشتق ہے۔ جس کے معنی ہیں قلعہ۔ اور احصان کے معنی میں قلعہ بند ہونا مرد کو محصن اور عورت کو محصنہ کہاں گیا ہے گویا مرد نکاح کے ذریعے ایک قلعہ تعمیر کرتا ہے اور عورت اس کی حفاظت میں آجاتی ہے۔

نکاح کرو، کیونکہ کثرت امت سے میں قوموں پر فخر کروں گا۔ [47]

نکاح میری سنت ہے جس نے میری سنت سے روگردانی کی وہ مجھ سے نہیں۔ [48]

معاشرتی برائیوں اور جرائم میں کمی

کروناوائرس کے ایام میں اگرچہ معاشرے میں کسی حد تک برائیاں اور رذائلِ اخلاق اور جرائم میں کمی واقع ہوئی لیکن مکمل طور پر ختم نہیں ہوئے کیونکہ لوگوں کے اندر خوفِ الٰہی ایک وقتی جذبے کے طور پر سامنے آیا پھر لوگ اپنی زندگی کے مشاغل میں مصروف ہوگئے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ برائیاں ہی تو اصل عذاب کا سبب بنتی ہیں۔

کیونکہ ارشاد نبوی ہے:

"کہ جب کسی قوم میں اعلانیہ فحش ہونے لگ جائے تو ان میں طاعون اور
ایسی بیماریاں پھوٹ پڑتی ہیں جو ان سے پہلے لوگوں میں نہ تھی"[49]

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱجْتَنِبُواْ كَثِيرًا مِّنَ ٱلظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ ٱلظَّنِّ إِثْمٌ ۖ وَلَا تَجَسَّسُواْ وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ﴾[50]

"اے ایمان والو! بہت سی بدگمانیوں سے بچتے رہو، کیوں کہ بعض گمان تو گناہ ہیں، اور ٹٹول بھی نہ کیا کرو اور نہ کوئی کسی سے غیبت کیا کرے، کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے سو اس کو تو تم ناپسند کرتے ہو، اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم والا ہے"

غیبت خوروں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾[51]

"ہر غیبت کرنے والے طعنہ دینے والے کے لیے ہلاکت ہے۔"

تباہی ہے ہر اس ادمی کے لیے جو منہ پر برائی کرتا ہے اور پیٹھ پیچھے برائی کرتا ہے۔ کرونا وبا کی وجہ سے سماجی فاصلے بڑے لہذا لوگوں نے غیبتیں کرنا کم کر دی۔

علامہ سید محمود آلوسی فرماتے ہیں:

"غیبت کرنے میں اکثر لوگ مبتلا ہیں، غیبت میں کھجوروں کی سی مٹھاس ہے،
شراب کی سی تیزی ہے اور سرور ہے حالانکہ غیبت لوگوں کے گوشت کا سالن ہے اللہ
اس سے اپنی پناہ میں رکھے"[52]

کرونا وبا کے دنوں میں جرائم میں کمی ہوئی لڑائی جھگڑے میں کمی ہوئی۔ لوگ جھوٹ بھی کم بولتے نظر آتے تھے جس سے معاشرے میں بہتری آئی۔ لوگوں کو نیک کام کرنے کی اہمیت اور برے کاموں سے بچنے کی بھی کی سمجھ آگئی۔

سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"نیکی کے باعث چہرے پر چمک دمک ہوتی ہے قلب میں نور پیدا ہونا شروع
رزق میں وسعت ہوتی ہے بدن میں قوت اور لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے
اور گناہ کے باعث چہرے پر سیاہی قلب میں ظلمت بدن میں سستی رزق میں تنگی اور
لوگوں کے دلوں میں بغض پیدا ہوتا ہے"[53]

اس کے علاوہ لوگ حلال و حرام میں بھی فرق کرنے لگے کیونکہ کروناوائرس چین کی ایک مارکیٹ سے جہاں حرام چیزوں کا کاروبار ہوتا تھالہذا لوگ اس چیز سے بھی چوکنا ہوگئے۔

مقاصد شریعت کا تحفظ

احکامِ شریعت کے پانچ بنیادی مقاصد ہیں:

1- تحفظِ دین

2- تحفظِ جان

3- تحفظِ نسل

4- تحفظِ مال

مقاصدِ شریعت میں دوسرا بنیادی مقصد انسانی جان کا تحفظ ہے۔ ایک انسان کی جان لینا پوری انسانیت کی جان لینے کے مترادف ہے۔ ایک انسان کی جان بچانا پوری انسانیت کی جان بچانے کے مترادف ہے۔ شریعت کے بہت سے احکام انسانی جان کے تحفظ کے لیے ہیں اللہ نے ہر انسان کو یہ صلاحیتیں دی ہیں وہ اللہ کا جانشین اور نائب ہے انسانی جان کا تحفظ عزت و اکرام کے ساتھ ضروری ہے انسان کے احترام کے ساتھ اس کا تحفظ ہونا چاہیے اگر انسان کا احترام باقی نہیں ہے تو پھر انسانی جان کا محض جسمانی تحفظ کافی نہیں۔ اگر انسان ذلت کے ساتھ زندہ رہے تو یہ انسانی جان کے تحفظ کے مفہوم پر پورا نہیں اترتا۔ انسانی جان کا تحفظ بطور ایک مکرم مخلوق کے ہونا چاہیے۔[54]

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ عَلَيۡكُمۡ أَنفُسَكُمۡۖ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا ٱهۡتَدَيۡتُمۡۚ إِلَى ٱللَّهِ مَرۡجِعُكُمۡ جَمِيعٗا فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمۡ تَعۡمَلُونَ﴾[55]

"اے ایمان والو! تم پر اپنی جان کی فکر لازم ہے، تمہارا کچھ نہیں بگاڑ تا جو کوئی گمراہ ہو جب کہ تم ہدایت یافتہ ہو، تم سب کو اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر وہ تمہیں بتلادے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"عن علی قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: المؤمن القوي خير و احب إلى الله من المؤمن الضعيف"[56]

"حضرت علی سے روایت ہے فرمایا: قوی مومن اللہ کو زیادہ پسند ہے ضعیف مومن سے"

جب کرونا وبا پھیل گئی تو اس کے پھیلنے کے اسباب پر غور و فکر کیا گیا اور انسانی جانو کو بچانے کی حتی ال مقدور کوشش کی گئی۔ شرطیں بند کر دی گئی فلائٹس رک گئی لوگوں کا سماجی فاصلہ قائم کر دیا گیا۔ sop's. وہ فالو کرنا شروع کر دیا جو

بیمار ہوئے انہیں قرنطینہ کر دیا گیا تاکہ دوسرے لوگوں کی جانوں کو بچایا جاسکے کیونکہ اسلام میں جان کا تحفظ شریعت کے مقاصد میں ایک بڑا مقصد ہے۔

ضبطِ نفس اور پیاروں کی جدائی

اللہ کی طرف سے آنے والی آزمائشوں میں سے ایک آزمائش اپنے پیاروں کی جدائی بھی ہے اس پر صبر و تحمل اور نفس پر قابو رکھنا بھی مومن کے ایمان کا حصہ ہے۔ کرونا وبا کے ایام میں اگرچہ بعض لوگوں کو اللہ نے اس مرض سے نجات دی لیکن بے شمار لوگ اس مرض میں لقمہ اجل بن گئے۔ میرے ایک انٹرویو دہندگان میں سے ایک خاتون کا انٹرویو کے دوران پتہ چلا کہ وبائی مرض کرونا کے دوران ان کے شوہر وفات پا گئے وہ کہتی ہیں کہ میری زندگی میری خوشی سب ختم ہو گیا لیکن اللہ کی رضا پر راضی ہوں ہمارے سامنے نبی کریم ﷺ کا اسوۂ حسنہ موجود ہے۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ کی صاحبزادی زینب نے آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ ان کا بچہ قریب المرگ ہے لہذا آپ ﷺ آئیں۔ آپ ﷺ نے پیغام دیا کہ انہیں میری طرف سے سلام ہو اور آگاہ کرو کہ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو کچھ اس نے لیا اور جو کچھ عطا کیا اور ہر ایک کی موت کا وقت متعین ہے اسے صبر کرنا چاہیے اور اللہ سے اجر و ثواب کی امید رکھنی چاہیے۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دوبارہ آپ ﷺ کو قسم دے کر آنے کی درخواست کی۔ چنانچہ آپ ﷺ سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کے ساتھ اپنی بیٹی کے گھر پہنچے بچے کو اٹھا کر نبی کریم ﷺ کی گود میں رکھ دیا گیا وہ موت و حیات کی کشمکش میں تھا۔ ایسے حرکت کر رہا تھا جیسے ایک پرانے مشکیزے میں حرکت ہوتی ہے یہ دیکھ کر آپ ﷺ کی انکھوں میں آنسو آگئے تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ رحمت ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ودیعت کی ہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت رحم دل لوگوں پر کرتا ہے۔[57]

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے اپنی بیٹی کو صبر کی تلقین ہے آپ ﷺ کا یہ حکم ہر مومن مرد اور عورت کے لیے لہذا تمام مسلمان خصوصاً خواتین ایسے مواقع پر رسول کریم ﷺ کا ارشاد یاد رکھیں۔

> وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے رخساروں پر تماچے مارے گریبان کو چاک کیا اور جاہلیت کے دعوے کے ساتھ پکارا"[58]

بزرگوں نے کہا کہ صبر جمیل یہ ہے کہ جو مصیبت کا شکار ہو اسے دوسرے لوگوں سے تمیز نہ کر سکیں۔ پس کپڑے پھاڑنا، منہ پیٹنا، چیخیں مارنا سب باتیں حرام ہیں بلکہ ایسی حالت میں تغیر پیدا کرنا، چادر سے منہ لپیٹنا، پگڑی چھوٹی کر دینا وغیرہ کام بھی پسندیدہ نہیں ہے بلکہ انسان کو سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک بندہ پیدا کیا اور لے لیا۔[59]

قرآن میں ہے: ﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ ٱلْخَوْفِ وَٱلْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ ٱلْأَمْوَٰلِ وَٱلْأَنفُسِ وَٱلثَّمَرَٰتِ ۗ وَبَشِّرِ ٱلصَّٰبِرِينَ ۔ ٱلَّذِينَ إِذَآ أَصَٰبَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوٓاْ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رَٰجِعُونَ ۔ أُوْلَٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَٰتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُهْتَدُونَ﴾ [60]

" اور ہم تمہیں کچھ خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے ضرور آزمائیں گے، اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دو۔ وہ لوگ کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں ہم تو اللہ کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے مہربانیاں ہیں اور رحمت، اور یہی ہدایت پانے والے ہیں۔"

تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے:

> "کہ مذکورہ آیت کی وضاحت میں انسان کے لیے آزمائش ضرور ہے کبھی ترقی اور بھلائی کے ذریعے کبھی تنزلی اور برائی سے مطلب یہ ہے تھوڑا سا ڈر، کچھ بھوک ، کچھ مال کی کمی، کچھ جانوں کی کمی، جانوں کی کمی سے مراد اپنوں غیروں اور دوست احباب کی موت۔۔۔۔۔۔سلف سے منقول ہے خوف سے مراد اللہ کا ڈر، زوروں کی بھوک مال کی کمی، مراد زکوۃ کی ادائیگی جان کی کمی سے مراد بیماریاں اور پھلوں سے مراد اولاد ہے اللہ تعالی مختلف طریقوں سے آزماتا ہے صبر کرنے والوں کو نیک اجر اور اچھا بدلہ عنایت فرماتا ہے۔ بے صبرے جلدباز اور نہ صبری کرنے والوں پر اس کا عذاب اترتا ہے"[61]

آپ ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیم علیہ السلام بیمار تھے جان کنی کی حالت میں ان کا سر آپ ﷺ کی مبارک گود میں رکھا گیا باپ کی محبت و شفقت انتہا پر تھی۔ آپ ﷺ کا لخت جگر خالق حقیقی کی طرف پرواز کر جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے برداشت کا مظاہرہ کیا لیکن آپ ﷺ نے فرمایا:

> "آنکھیں بہہ رہی ہیں دل غمگین ہیں ہم صرف وہ بات کہیں گے جس سے رب راضی ہوتا ہے اے ابراہیم ہم تیری وجہ سے غمگین بھی ہیں"

ماحولیاتی مسائل سے نجات

زندگی گزارنے کے لیے ماحول بہت اہمیت کا حامل ہے جیسا ماحول ہو گا اس کا انسان کی شخصیت اور صحت پر اثر پڑے گا اور اپنے معاشرے اور ملک کے لیے بھی مفید ثابت ہو گا۔

پہلے ہم دیکھتے ہیں ماحول ہے کیا؟

"ماحول سے مراد بیرونی اثرات میں جو انسان اور دوسرے جانوروں کو محیط کیے ہوئے ہیں نشانی ماحول میں وہ تمام عوامل شامل ہیں جن کے ساتھ لوگوں کا بالواسطہ یا بلاواسطہ تعلق رہتا ہے جو ان کی صحت، بودوباش، خوراک، تہذیب و تمدن، سکون و عشرت اور مادی اور روحانی ضروریات وغیرہ پر قدرت رکھتے ہیں۔ انسان اور اس کا ماحول ایک دوسرے کے لازم و ملزوم ہیں انسانی زندگی کا دارومدار اور بقا سازگار ماحول کی مرحون منت ہے"[62]

"ماحولیاتی آلودگی سے مراد ماحول میں ان محرکات کی موجودگی ہے جس سے ان کی طبعی حیاتیاتی اور کیمیائی خواص میں ایسی تبدیلی واقع ہوتی ہے جس کے نتیجے میں انسانی، حیوانی زندگی، منفی، تجارتی کاروبار اور تہذیب و تمدن کو نقصان پہنچنے کا خدشہ ہو"[63]

اسلام ایک ماحول دوست مذہب ہے لہذا ماحول کی حفاظت کو مسلمانوں کے عقیدے کا جزو قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالی نے ماحول کی تطہیر کا حکم دیا ہے:

﴿وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِۦ﴾[64]

"اور تم پر آسمان سے پانی اتاراتا کہ اس سے تمھیں پاک کردے"

کرونا وائرس کے جو مثبت اثرات سامنے آئے ان میں ایک مختلف قسم کی ماحولیاتی آلودگیوں سے نجات ملی۔ مثلاً فضا میں ہوائی جہازوں کی وجہ سے جو پولیوشن تھی وہ کافی حد تک کم ہوا ذرائع آمدورفت کی وجہ سے صوتی آلودگی سے بھی نجات ملی۔

جہاں تک سیرت طیبہ کا تعلق ہے آپ ﷺ ماحول دوست پیغمبر تھے ماحول میں درختوں پودوں کا بہت اہم کردار ہوتا ہے۔ درخت زمین کی زینت ہے۔ اللہ تعالی نے قران میں درختوں کو اپنی نعمت قرار دیا ہے اور اپنے نور کی تفہیم کے لیے زیتون کے درخت کی مثال دی ہے۔ اس لیے نبی کریم ﷺ نے درختوں پودوں اور سبزے کا بس تصور ہی نہیں دیا بلکہ عمل بھی کرکے دکھایا آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے پودے لگائے اور دوسروں کو لگانے کی تلقین کی کیونکہ فضا کو پاکیزہ کرنے اور بیماریوں کو دور کرنے کی وجہ یہ درخت اور پودے ہیں، فرمایا:

"جو شخص بلاضرورت بیری کا درخت کاٹے گا اللہ اسے سر کے بل جہنم میں گرائے گا"[65]

ماحولیاتی آلودگی اور وبائی امراض کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ہمیں اپنے ماحول کی طرف توجہ دینی ہے صاف ستھرا رکھنا چاہیے۔ ایک نظر نہ آنے والے وائرس نے ہمیں بتادیا ہے کہ ہمیں غیر فطری زندگی نہیں گزارنی دنیا کو ماحولیاتی آلودگی اور وبا کی ذد سے بچانے کے لیے اپنے حصے کا کردار ادا کرنا ہے۔

اسوۂ حسنہ کا اہتمام اور طب نبوی کے ذریعے علاج

علم طب کا موضوع انسان ہے اور انسان سب مخلوقات میں سے بہترین ہے اور علم طب افضل العلوم ہے تندرستی ہزار نعمت ہے اگر انسان خدانخواستہ بیمار ہو جائے تو دین و دنیا کا کوئی بھی کام انجام نہیں دے سکتا لہٰذا اس کو قائم رکھنا انسان کی بنیادی ضرورت ہے خالق کائنات کی منشا بھی یہی ہے کہ انسان اپنی جان کی حفاظت کرے اسلام ایک علمی اور عملی مذہب ہے وہ جو کہتا ہے اس کے نفاذ کے بارے میں مکمل ضمانت بھی دیتا ہے۔

﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ ٱلْقُرْءَانِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ﴾[66]

ترجمہ:" اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمانداروں کے حق میں شفا اور رحمت ہیں"

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي ٱلصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ﴾[67]

"اے لوگو! تمہارے رب سے نصیحت اور دلوں کے روگ کی شفا تمہارے پاس آئی ہے، اور ایمان داروں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے"

ایک اور جگہ ارشاد باری ہے:

﴿وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ﴾[68]

"اور جب میں بیمار ہوتا ہوں وہ مجھے شفا دیتا ہے"

نبی کریم ﷺ کی بعثت تک سارا عالم بالعموم عرب دنیا بالخصوص طبی علم میں اعتقاد رکھنے کو دین کی ضد تصور کرتی تھی اور یونانیوں کا طبی علم جہالت کی تاریکیوں میں کھو چکا تھا۔ ایسے دور میں نبی رحمت ﷺ نے دوا علاج صحت و تندرستی صفائی اور ستھرائی اور پاکی و طہارت کے لیے انقلابی ہدایات تعلیم فرمائیں۔ آپ ﷺ نے امراض کے تدارک کے لیے فطری طرز علاج کو اپنانے کا حکم دیا۔ بامعنی دعاؤں کی تعلیم دی اور بے معنی جھاڑ پھونک کی ممانعت فرمائی۔ مرض اور علاج دونوں کو تقدیر الٰہی سے تعبیر کیا۔[69]

رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے:

المؤمن ياكل في معى واحد والكافر ياكل في سبعة امعاء[70]

"مومن ایک آنت سے کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں سے"

کروناوائرس کے دنوں میں اکثر لوگوں کو طب نبوی بھول چکی تھی اچانک کروناوائرس آیا تو جہاں لوگ اللہ کے قریب ہوئے وہاں اکثریت نے طب نبوی کی طرف رجوع کیا اس کو پڑھا اور اس کے مطابق اپنی صحت کو قائم کرنے کی کوشش کیں۔

طبِ نبوی ﷺ

طب نبوی میں جن چیزوں کو مریض کے لیے تاکید کی گئی ہے۔

1۔ابلتے پانی میں شہد۔خالی پیٹ صبح وشام

2۔زیتون اور کلونجی کا مرکب صبح شام ناک میں ڈالا جائے۔

3بڑا چمچ زیتون کا تیل سوتے وقت

4۔مروہ۔نازبو کے پتے ابال کر صبح شام ناک میں ڈالے جائیں۔یا اس کا ایک ایک گھونٹ شہد میں ملا کر صبح شام پیا جائے۔

5۔بار بار پیدا ہونے والے مسوں کو روکنے کے لیے، قسط شیرین۔حب الرشاد۔میتھرے۔[71]

اگرچہ آج سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے مگر یہ حقیقت بھی عیاں ہے جو باتیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمائی تھی مثلا رعایت غذا، حفظانِ صحت پاکیزگی کے اصول اور خور دونوش کے آداب، ازدواجی رشتے اور ان کی اہمیت خوراک کے حوالے سے شہد، انجیر اور زیتون کے تیل کا استعمال میڈیکل سائنس بھی آج انہیں قبول کرنے کے لیے مجبور ہے۔یہ سب صحت مند زندگی کے لیے ضروری ہیں اگر ہم غور کریں تو قرآن طبی نبوی ﷺ اور آج کے دور میں ہونے والی طب کے میدان میں نئی دریافتوں میں دلچسپ مطابقت پائی جاتی ہے اس لیے آج طب نبوی ﷺ کو عام کرنے اور آپ ﷺ کے طبی اصولوں پر عمل پیرا ہونے کی شدید ضرورت ہے تاکہ انسان مہلک بیماریوں سے محفوظ رہ سکے۔

رجوع الی اللہ

دینِ اسلام میں مشکل اوقات اور وبائی امراض کے دوران بھی خیر کے بہت سے پہلو نکلتے ہیں ان میں سے ایک پہلو اللہ کی طرف رجوع کرنا اور اس کا قرب حاصل کرنا بھی ہے۔انسانی فطرت ہے غم اور تکلیف میں انسان اپنے اللہ کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔قرآن پاک میں اس کا تذکرہ یوں کیا گیا ہے:

﴿وَإِذَا مَسَّهُ ٱلشَّرُّ فَذُو دُعَآءٍ عَرِيضٍ﴾[72]

"جب اس کو تکلیف پہنچی تو لمبی چوڑی دعا کرنے لگا"

انسان دنیا کی رنگینیوں میں بعض اوقات اتنا مگن ہو جاتا ہے کہ خدا کو بھول جاتا ہے ایک چھوٹے سے جراثیم نے لاکھوں کی زندگیاں ختم کردی جس سے لوگوں کو اللہ یاد آنے لگا۔

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِۦ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسۡلِمُونَ﴾[73]

"اے ایمان والو اللہ سے اس قدر ڈرو جس قدر اس سے ڈرنے کا حق ہے

دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا"

خوف الٰہی بندے کو اچھے اعمال کرنے کی ترغیب دیتا ہے لہذا کرونا وبا سے بچنے کے لیے لوگوں نے اپنے دلوں کو ذکر الٰہی سے آباد کر لیا اور ذکر روح کی غذا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَإِن يَمۡسَسۡكَ ٱللَّهُ بِضُرّٖ فَلَا كَاشِفَ لَهُۥٓ إِلَّا هُوَۖ وَإِن يَمۡسَسۡكَ بِخَيۡرٖ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ قَدِيرٞ﴾[74]

"اگر اللہ تعالی تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچائے تو اس کے سوا کوئی نہیں جو

تمہیں اس نقصان سے بچالے اگر وہ تمہیں کسی بھلائی سے بہرہ مند کرے تو وہ ہر چیز پر

قادر ہے"

﴿أَلَا بِذِكۡرِ ٱللَّهِ تَطۡمَئِنُّ ٱلۡقُلُوبُ﴾[75] ترجمہ: "خبردار! اللہ کے ذکر میں ہی دلوں کا سکون ہے"

رسول پاک ﷺ کے دور میں سورج گرہن ہوا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے۔

"فإذا رأيتهم ذلك فادعوالله و كبروا و صلوا"[76]

"پس جب تم یہ دیکھو تو اللہ کی بڑائی بیان کرو"

جب سورج گرہن اور چاند گرہن اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، اس طرح وبائیں بھی اللہ تعالی کی قدرت پر دلالت کرتی ہیں جس طرح سورج گرہن یا چاند گرہن کے موقع پر اللہ سے رجوع کرنے اور دعا کرنے کا حکم ہے اس طرح وبائیں بھی آزمائش کی گھڑی ہیں اس میں اللہ کو پکارنا چاہیے۔

﴿بسم الله لا يضر مع اسمه شئي في الأرض و لا في السماء و هو السميع العليم﴾[77]

"اللہ کے نام سے جو کچھ بھی زمین پر ہے یا آسمان میں، اس کے نام سے کچھ

بھی نقصان نہیں پہنچ سکتا اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے"

اگر اللہ تعالی دنیا میں وبائیں نازل فرماتے ہیں مقصد دنیا کو تباہ کرنا نہیں ہوتا بلکہ اس لیے کہ اس کے بندے اپنے گناہوں پر توبہ کریں اور اچھے اعمال انجام دیں۔

﴿وَتُوبُوٓاْ إِلَى ٱللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ ٱلْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾[78]

"توسب اللہ کے حضور توبہ کرواے مومنو تاکہ تم کامیاب ہو"

رجوع الی اللہ کے حوالے سے انٹرویو دہندگان میں زیادہ تعداد نے وباؤں سے بچنے کے لیے روحانی پاکیزگی کے حصول پر زور دیا، بعض نے زندگی کی حقیقت کا نقشہ اس طرح بیان کیا ہے کہ صرف خدا کی رضا پر راضی رہنے ہی میں زندگی کی اصل حقیقت چھپی ہوئی ہے۔

کچھ انٹرویو دہندگان جو بذات خود کروناوائرس میں مبتلا رہے تھے انہوں نے سورہ رحمن کی تلاوت کی اور سنی اس سے بھی اللہ نے ان کو شفادی۔ ان کا کہنا تھا قرآن پاک شفا ہے اور اس کا پڑھنا بیمار انسانوں کے لیے باعث شفا ہے۔

گناہوں سے اجتناب کرنا بھی بیماریوں اور وباؤں کو ختم کرتا ہے لیکن دنیا میں جو فساد و آفات آتی ہیں وہ انسان کے گناہوں کا عمل ہیں۔

﴿وَمَآ أَصَٰبَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُواْ عَن كَثِيرٍ﴾[79]

"جو مصیبت بھی تم کو پہنچتی ہے تو یہ برے عمل کی وجہ سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمائی ہوتی ہے حالانکہ بہت سی کوتاہی تو وہ معاف کردیتا ہے"

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"حضرت علی نے فرمایا کیا میں تمہیں قرآن کی افضل آیات نہ بتاؤں وہ یہی آیت ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے سامنے تفسیر بیان کی اور کہا تمہیں دنیا میں جو بیماری تکلیف یا آزمائش پہنچتی ہے وہ تمہاری اپنی حرکتوں کی وجہ سے اللہ تعالی بہت کریم ہے کہ آخرت میں دوبارہ اس کی سزا دے اور اللہ نے دنیا میں جس چیز سے درگزر فرمایا ہو اس کے حکم سے یہ بعید ہے کہ وہ اپنے عفو سے رجوع کرے"[80]

"حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کوئی بندہ نہیں جسے مصیبت پہنچے اور وہ کہے "[illegible]" اللہ اسے بہتر اجر اور بہتر بدل دیتا ہے"[81]

اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا صدقات دینا بھی بلاؤں کو ٹال دیتا ہے۔

﴿وَمَآ أَنفَقۡتُم مِّن شَيۡءٖ فَهُوَ يُخۡلِفُهُۥ﴾ [82]

ترجمہ: اور جو کوئی چیز بھی تم خرچ کرتے ہو سو وہی اس کا عوض دیتا ہے"

ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ:

"قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الصدقة...[83]

"فرمایا بے شک صدقہ اللہ کے غصے اور غضب کو بجھاتا ہے اور بری بات کو دور کرتا ہے"

اللہ کی راہ میں خرچ کرنا، توبہ کرنا ہے، دعائیں مانگنا مصیبتوں کو ختم کرتا ہے۔

خواتین کی معاشی سرگرمیوں میں اضافہ

خواتین معاشی سرگرمیوں میں حصہ لے سکتی ہیں اس بات کا ثبوت ہمیں قرآن و سنت سے ملتا ہے قرآن پاک میں ہے:

﴿وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٞ مِّمَّا ٱكۡتَسَبۡنَۚ وَسۡـَٔلُواْ ٱللَّهَ مِن فَضۡلِهِۦٓ﴾ [84]

ترجمہ" اور عورتوں کو اپنی کمائی سے حصہ ہے"

اللہ تعالی نے اگرچہ مرد کو قوام بنایا ہے کیونکہ وہ عورتوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں اور ان پر خرچ کرتے ہیں اگر مرد عورت کی تمام بنیادی ضروریات پوری کرتے ہیں تو پھر خواتین کو ضرورت نہیں کہ وہ گھر سے باہر نکلیں، ان کی بنیادی ذمہ داری خاوند کی اطاعت و فرمانبرداری اور بچوں کی بہتر تعلیم و تربیت ہے تاکہ ایک صحت مند معاشرہ تشکیل پاسکے۔

خواتین اگر شرعی حدود کی پاسداری کرتے ہوئے کوئی معاشی سرگرمی اختیار کرتی ہیں یہ غلط نہیں ہے کیونکہ یہ اسوہ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہ ہے۔ اور جب وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نکاح میں آگئیں تو تجارتی سرگرمیوں میں آپ صلی ﷺ کی معاونت کیا کرتی تھی اور اپ ﷺ ملکی اور غیر ملکی سطح پر ان کے لیے تجارتی امور انجام دیتے تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی تمام در دولت اللہ کی راہ میں خرچ کر دی۔

پاکستان میں کرونا سے پہلے بھی خواتین کسی نہ کسی حد تک معاش کے لیے نکلتی تھی لیکن کرونا کے دنوں میں خواتین کی معاشی سرگرمیوں میں حیرت انگیز حد تک اضافہ ہوا۔ انہوں نے یہ احساس دلایا کہ ملک کی آبادی کا نش ہونے کا حق ادا کر رہی ہیں۔ ایسے حالات میں جب بعض مردوں کی معاش اور رزق کمانے کے ذرائع ختم ہو گئے۔ تو خواتین نے گھر کو بہتر انداز سے چلایا انہوں نے معاشرے کو یہ احساس دیا کہ خواتین گھر بیٹھ کر بھی بہت کچھ کما سکتی ہیں خواتین کے حوالے سے آن لائن تجارت کی گئی بلکہ کپڑے اور تمام استعمال کی چیزوں کو بھی آن لائن فروخت کیا گیا جو کامیاب تجربہ رہا اسلام اپنا بوجھ خود اٹھانے کو پسند کرتا ہے دوسروں کا محتاج رہنے کی ممانعت کرتا ہے اور عزت نفس کا پاس رکھنا بھی لازم ہے۔ جب کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے:

''کہ جب طلاق کے بعد ان کی خالہ نے باغ میں جا کر کام کرنے کی اجازت چاہی تو اپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تم اپنے باغ میں جا سکتی ہو توقع ہے کہ تم صدقہ کرو گی اور دوسرے اچھے بھلے کام بھی کرو گی''85

جس عورت کی کفالت کرنے والا نہ ہو وہ محنت کر سکتی ہے، کیونکہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔ بہر حال فریضۂ معاش ادا کر کے بھی مرد کے برابر عزت و مرتبہ حاصل نہیں کر پاتی لہذا وہ خواتین جو ڈبل رول ادا کرتی ہیں ان کی عزت مرد کے برابر ہونی چاہیے اور دوسرا کرونا کے ایام میں اگر خواتین نے معاشی سرگرمیوں کا بوجھ اٹھایا تو اب مرد کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ گھر کے کاموں میں اس کی مدد کرے تاکہ گھر کا ماحول خوشحال اور بہتر ہو۔

تجاویز و سفارشات

مقالۂ ہذا ''کروناوائرس کے عائلی زندگی پر اثرات: شریعتِ اسلامیہ کی روشنی میں اطلاقی مطالعہ'' کا جائزہ لیا گیا ہے۔ تاکہ پیش آئندہ کسی بھی ناگہانی آفت اور وباء کا مقابلہ کرنے کے لیے بطورِ مسلمان قرآن و سنت کے بتائے ہوئے راستوں پر چلتے ہوئے ان کی بدولت پیدا ہونے والے مسائل کا حل تلاش کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے حسین ترین رشتوں میں ایک رشتہ زوجین کا بھی ہے، دنیا کے تمام معاشروں کی بنیاد عائلی زندگی پر ہے۔ دینِ اسلام نے عام حالت میں بھی اس کی مضبوطی اور استحکام پر بہت زور دیا ہے۔ لیکن وبائی امراض اور مشکل حالات میں عائلی زندگی کی اہمیت دوچند ہو جاتی ہے۔ ایسے حالات یعنی کروناوائرس کے دنوں میں بعض لوگوں نے اس رشتے کی قدر کرتے ہوئے ایک دوسرے کا بہت خیال رکھا، لیکن اکثریت نے اپنی ذمہ داریاں نبھانے کی بجائے راہِ فرار اختیار کی۔ اگر ہم مشکل حالت میں اپنے رویے تبدیل کر کے اپنی سوچ کو مثبت امور کی طرف گامزن کر لیں، تو ہم عائلی مسائل سے نجات حاصل کر کے مشکل حالات سے نبرد آزما ہو سکتے ہیں۔

درج ذیل میں تجاویز پیش کی جاتی ہیں جن کو عملی شکل دے کر کروناوائرس کے نقصانات کو بھی کم کیا جا سکتا ہے اور مستقبل میں اگر کوئی وبائی فرض پھوٹ پڑتا ہے تو اس کے لیے بہترین منصوبہ بندی یا لائحہ عمل ترتیب دیا جا سکتا ہے۔

- ❖ وبائی مرض کے دوران ہر شخص کو اپنی حفاظت کے ساتھ ساتھ اپنے اہلِ خانہ کا بھی خیال رکھنا ہو گا کیونکہ وبا کے دوران یہی اصول ہر جگہ نظر آتا ہے۔ "No one is safe until everuone is safe" اگر گھر میں کوئی بیمار ہو جاتا ہے تو اس کے ساتھ امتیازی سلوک یا چھوتوں والا سلوک نہیں کرنا۔ بچاؤ یا تحفظ اس دنیا کا ایک مستقل اصول ہے اس دنیا میں وہی زندہ رہتے ہیں جو اپنے بچاؤ کا اہتمام کرتے ہیں جو لوگ اس چیز سے غافل ہو جائیں تو ان کے لیے اس دنیا میں ہلاکت کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔ اپنی جان کی حفاظت کے ساتھ علاج معالجہ کے لیے جدید

تکنیک کا استعمال کرنا چاہیئے۔

- ❖ عائلی زندگی کی اہمیت کے پیشِ نظر اس کو نوجوانوں کے لیے شامل نصاب کرنا چاہیئے۔ اور عائلی زندگی سے متعلق تمام مسائل کو نصب میں شامل کیا جائے۔
- ❖ میڈیا / ذرائع ابلاغ کا اہم کردار: عائلی زندگی کے مسائل حل کرنے میں میڈیا بہت مؤثر کردار ادا کر سکتا ہے۔ اگر میڈیا اچھا کردار ادا کرے تو معاشرے کو بہت سارے مسائل سے بچایا جا سکتا ہے۔
- ❖ حکومت کا ذمہ دارانہ کردار: اگرچہ اسلام عائلی مسائل کو گھر کے اندر ہی حل کرنے کو پسند کرتا ہے اگر گھر میں حل نہ ہو تو مکمل عائلی اور ازدواجی قانون موجود ہے، جس کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے۔ دوسرا کرونا وبا کے دوران جہاں پاکستان کے تمام ادارے متاثر ہوئے وہاں ادارہ خاندان بھی متاثر ہوا لہٰذا اس معاشرتی ادارے کی بحالی کے لیے حکومت کے ذمہ دارانہ کردار کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔
- ❖ مستقبل کے لیے لائحہ عمل اور منصوبہ بندی: اسلام آفت زدہ اور وبا سے متاثرین کے نقصان کی تلافی اور دیگر مسائل میں ان کی معاونت کی حوصلہ افزائی کرتا ہے ہنگامی صورت حال میں ٹیکس بھی امراء پر لگایا جا سکتا ہے، جیسے کہ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

> "اصحاب صفہ نادار لوگ تھے نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جس کے پاس دو افراد کا کھانا ہو وہ تیسرا شخص ساتھ لے لے جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ پانچویں کو یا فرمایا کہ چھٹا آدمی ساتھ لے لے"[86]

> "نبی کریم ﷺ نے مدینہ پہنچ کر ہجرت کے پہلے ہی سال یہ مناسب خیال فرمایا کہ جملہ اقوام سے ایک معاہدہ بین الاقوامی اصول کر دیا جائے تاکہ مذہب اور نسل کے اختلاف میں بھی قومیت کی وحدت قائم رہے اس معاہدے کی ایک شق یہ بھی تھی کہ معاہدہ باہمی تعلقات، باہمی خیر خواہی خیر اندیشی اور فائدہ رسانی کے ہوں گے ضرر اور گناہ کے نہ ہوں گے"[87]

لہٰذا حکومتی سطح پر منظم اور مربوط لائحہ عمل طے کرنا از حد ضروری ہے اگر مناسب منصوبہ سازی نہ کی جائے تو وسائل کے ہوتے ہوئے بھی آفات کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا اس کے برعکس اگر منظم و مربوط حکمت عملی اختیار کی جائے تو مثبت نتائج حاصل کیے جا سکتے ہیں اللہ پر بھروسہ کرنا، مثبت سوچ زندگی کی بے ثباتی کو مد نظر رکھنا اور مستقبل کے بارے میں پلان کر کے سب کچھ بہتر کیا جا سکتا ہے ایک ماہر مفکر کی رائے میں:

"Learn from the present, review the present change the future "[88]

- ❖ اسلامی اصولوں کے اطلاق سے اور اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر کرونا جیسی وبا سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔ اسلام

ایک دین فطرت ہے اگر اس کی روح کو سمجھ لیا جائے تو پوری زندگی کے تمام گوشے سمجھ سکتے ہیں ہم سب مسلمان اسلام کے سفیر ہیں ہماری ذات و کردار بھی اسلام کے عکاس ہیں لہٰذا دنیا کے سامنے اسلام کا صحیح نمونہ پیش کرنے کے لیے ہمیں خود اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا ہو گا۔

- ❖ ہمیں معتدل سوچ اور معتدل رویہ رکھنا چاہیے غصے کو کنٹرول میں رکھنا چاہیے، جیسے کرونا ایک پرندے کی وجہ سے پھیلا تھا حلال گوشت کا استعمال کرنا، کھانے سے پہلے ہاتھوں کو دھونا بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرنا ہمیں بحیثیت مسلمان دنیا کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا ہے۔ یہ حقیقت ہے جہاں سبزہ ہوتا ہے پھل بھی وہیں ہوتا ہے اگر ہم اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں کوئی بھی چیز ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی کوئی بھی چیز جب حد اعتدال سے بڑھ جاتی ہے تو وہ کرونا کی شکل میں ہمارے سامنے آجاتی ہے۔ قرآن پاک میں ہے:
- ❖ ہمیں اعمال کا محاسبہ کرنا ہے وبا کے امراض یا آفات کو مطلقاً عذاب الٰہی قرار نہ دیا جائے اور نہ ہی ان کو بلندی درجات سمجھ کر اپنے اعمال کا محاسبہ ترک کر دیا جائے۔ نماز صبر توبہ استغفار ذکر اللہ اور اللہ کی صفت رحمت کے وسیلے سے دعا مانگی جائے تو وہ ضرور قبول کرتا ہے، وہ اپنی مخلوق پر 70 ماؤں سے زیادہ مہربان ہے وہ کہتا ہے میری رحمت میرے غضب پر حاوی ہے لہٰذا تم کبھی بھی میری رحمت سے مایوس نہ ہونا۔

"لَا تَقۡنَطُواْ مِن رَّحۡمَةِ ٱللَّهِۚ إِنَّ ٱللَّهَ يَغۡفِرُ ٱلذُّنُوبَ جَمِيعًاۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلۡغَفُورُ ٱلرَّحِيمُ"[89]

- ❖ اسوۂ حسنہ کا اہتمام اور طب نبوی ﷺ کے ذریعے علاج: نبی کریم ﷺ نے آج سے چودہ سو سال پہلے واضح احکامات اور احتیاطی تدابیر کے بارے میں ہدایات دے دی تھی آج بھی ان تدابیر پر عمل کر کے کرونا جیسے وبائی مرض سے بچا جا سکتا ہے آج بھی ہم طب نبوی ﷺ سے مستفید ہو کر بہت سے وبائی امراض سے بچ سکتے ہیں کیونکہ طب نبوی کا کوئی سائیڈ ایفیکٹ نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ ماحول دوست پیغمبر تھے کیونکہ بیشتر وبائی امراض گندے ماحول کی وجہ سے پھیلتے ہیں آپ ﷺ نے درخت لگانے کی فضیلت بیان کی۔ پاکیزگی اور نفاست کو آپ ﷺ نے نصفِ ایمان قرار دیا۔ آپ ﷺ نے مسواک کی اہمیت کو اجاگر کیا کیونکہ یہ سنت انبیاء ہے اور تقاضائے فطرت ہے اس سے بھی انسان دانتوں کے امراض اور وبائی امراض سے محفوظ رہتا ہے آپ ﷺ نے پانی کے برتن کو ڈھانپ کر رکھنے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ ہر جگہ تھوکنے اور سر عام گندگی پھیلانے سے منع فرمایا۔
- ❖ نبی کریم ﷺ طبی اصول جیسے رعایت غذا، حفظان صحت، پاکی وصفائی کے اصول، خورد و نوش کے آداب، ازدواجی رشتے، پیشاب و پاخانہ کرنے کا طریقہ، شہد، انجیر، زیتون کے تیل کا استعمال، کلونجی وغیرہ، آج بھی میڈیکل سائنس ان کو تسلیم کرتی ہے یہ صحت مند زندگی کے لیے ضروری ہے آج طب نبوی ﷺ کو عام کرنے کی

ضرورت ہے تاکہ انسان بیماریوں سے بچ سکے۔

- علماء کا کردار: علماء انبیاء کے وارث اور جان نشین ہوتے ہیں، لہٰذا ان کے کردار کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا وہ لوگوں کے سامنے دینِ اسلام کی جامعیت کو واضح کریں، حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی اہمیت کو اجاگر کریں، علماء کرام لوگوں کو بتائیں کہ اگر انسان کسی ایک مشکل سے باہر نہیں نکل رہا تو پھر بھی خدا پر بھروسہ رکھے اور آنے والے کل کا انتظار کرے، رات کو اگر آج کے حوالے سے دیکھا جائے تو وہ اندھیرا ہے، اگر کل کے لحاظ سے دیکھیں گے تو وہ روشن صبح ہے۔ "کرونا کا مقابلہ کرتے ہوئے مرنا نہیں بلکہ لڑنا ہے"

جیسا کہ ایک مغربی مفکر کا قول ہے کہ اچھا سپاہی پہلے ہی دن لڑ کر مر نہیں جاتا بلکہ وہ زندہ رہتا ہے تاکہ اس سے اگلے دن وہ دشمن سے لڑ سکے۔

"A good soldier lives to fight for the day"[90]

- فقہاء کرام قرآن و سنت کو شریعت کے مقاصد اور مصالح کو مدنظر رکھتے ہوئے جدید مسائل کا اجتہادی حل پیش کریں۔ جیسا کرونا کے دنوں میں زوجین اور رشتہ داروں کی قطع تعلقی اور قطع رحمی دیکھی گئی، سماجی فاصلہ، باجماعت نماز کا گھر میں پڑھنا، مسجدوں کو بند کرنا وغیرہ۔ فقہاء کرام کو چاہیئے کہ وہ اجتماعی اجتہاد کریں اور جب اجتماعی اجتہاد اختیار کریں تو اپنے ملک کے مختلف مکاتبِ فکر اور مسالک کے لوگوں کو بھی شامل کریں۔ اس کے علاوہ "یسر" یعنی آسانی کا پہلو پیشِ نظر رکھیں۔ اس کے علاوہ فقہی احکام کے اصولوں کو جن میں عدمِ حرج، قلتِ تکلیف اور عدمِ ضرر شامل ہیں ان کو بھی پیشِ نظر رکھیں، تاکہ ان اصولوں کے استعمال سے معاشرتی، معاشی اور عائلی مسائل کا حل تلاش کیا جائے۔
- زوجین کا بھی فرض منصبی ہے کہ وہ بچوں کی تربیت کریں کیونکہ کرونا کے دنوں میں بچوں کو چھٹیاں ہونے کی وجہ سے کافی فراغت تھی لہٰذا ان کی تربیت پر فوکس کیا جاسکتا تھا۔ کچھ والدین نے یہ کردار ادا کیا، اکثریت نے وقت کا ضیاع کیا ایک مفکر نے کیا عمدہ بات کی ہے تم منٹوں کی حفاظت کرو تب گھنٹے اپنے آپ ہی اپنی حفاظت کریں گے:

"Take care of minutes, hours will take care of themself"

بچوں کی تربیت کے لیے گھر کا ماحول خوشگوار ہونا ضروری ہے، بچوں کے ساتھ معاملہ حسنِ ظن، عفو و درگزر اور چشم پوشی کا ہونا چاہیئے۔ زوجین کا اپنا عمل اور کردار بچوں پر دوررس نتائج مرتب کرتا ہے، لہٰذا والدین نے بچوں کی تربیت پر توجہ نہ دی جس کے نتیجے میں انہوں نے موبائل، گیمز اور ٹی وی کا بہت استعمال کیا۔ خدانخواستہ اگر مستقبل میں ایسے حالات آئے، تو بچوں کی تربیت پر فوکیس کیا جائے، تاکہ وہ اچھے شہری اور اچھے انسان بن کر منظر عام پر آئیں۔

❖ ہنگامی حالات میں مردوں، عورتوں، جوانوں اور بچوں کی بھی ٹریننگ کا اہتمام کروایا جائے، سیمینار، ورکشاپ اور کانفرنسز کروائی جائیں تاکہ مشکل حالات سے نبرد آزما ہونا سہل ہو، خاص طور پر خواتین جو کہ آبادی کا نصف ہیں اگر ان کی بھی ٹریننگ ہو گی تو بہت آرام سے گھر اور خاندان بچ جائیں گے کیونکہ اس کے اندر جذبۂ رحم اور محبت ہوتی ہے جو کہ گھر اور خاندان کو بچانے میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے ملک کی تمام فورسز کے نوجوانوں ان حوادث اور وبائی امراض کے دنوں میں مشکلات سے نبرد آزما ہونے کی ٹریننگ دی جائے تاکہ وقت آنے پر وہ فوری امداد پہنچانے کے قابل ہوں، مشکل وقت میں رضاکارانہ طور پر کام کرنے والے لوگوں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

❖ مسلم امت کا کردار: مشکل حالات میں امت مسلمہ کے کردار کو "جو امت خیر" اور "امت وسط" کے لقب سے بھی سرفراز ہے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ کروناوائرس کے دنوں میں یہ امت جو کہ 57 ممالک پر مشتمل ہے اور جس کے پاس 29.13 ملین ٹیکٹر کلومیٹر رقبہ ہے،، بہت اچھا کردار ادا نہ کر سکی۔ غریب ممالک کی جو کروناوائرس میں مبتلا ہوئے تھے ان کی مدد تک ہی محدود رہی لیکن ادویات کی ایجاد، ویکسینیشن کی تخلیق اور کروناوائرس کو ختم کرنے میں موثر کردار ادا نہ کر سکی لیکن مستقبل کے لیے اس کو اپنا کوئی لائحہ عمل ترتیب دینا ہو گا تاکہ مسلمان ممالک کا زیادہ نقصان نہ ہو۔

❖ جذبۂ خیر خواہی اور ایثار کو پر موٹ کرنا اسلامی ریاست میں بسنے والے لوگوں میں سے کسی پر اگر کوئی مشکل گھڑی یا قدرتی آفت آجائے یا وبا پھوٹ پڑے تو اگر خزانے میں کچھ نہ ہو تو پھر حکومت خوشحال لوگوں سے اپیل کر سکتی ہے کہ وہ تصور اخوت اور جذبۂ ایثار و قربانی کے تحت معاشرے کے متاثرین کی مدد کریں۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:

"وَيُؤۡثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمۡ وَلَوۡ كَانَ بِهِمۡ خَصَاصَةٞ"[91] اسی طرح "وَفِيٓ أَمۡوَٰلِهِمۡ حَقّٞ لِّلسَّآئِلِ وَٱلۡمَحۡرُومِ"[92]

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ یوں بیان کرتے ہیں: "کہ قدرتی آفات کی زد میں آنے والوں کے ساتھ مواخات کرنا لوگوں کا مسلم قانون بنالینا واجب ہے"[93] رعایا میں جذبہ احسان و قربانی کو پروان چڑھا کر متاثرین کی آبادکاری میں مدد کی جاسکتی ہے جس کی اعلی ترین مثال ہجرت مدینہ کے بعد قائم کی جس کو مواخاتِ مدینہ کہا جاتا ہے لہٰذا عصر حاضر میں کروناوائرس کے دوران مواخات مدینہ کی مطابقت کی جاسکتی ہے۔

❖ ڈاکٹروں، نرسیز اور پیرامیڈیکل سٹاف کا کردار: شفا دینا بیماریوں سے اللہ تعالی کا کام ہے لیکن ڈاکٹر حضرات جو لوگوں کا متعدد امراض میں علاج کرتے ہیں وہ صحیح معنوں میں قوم کے مسیحا ہیں، اس چیز کا عملی ثبوت ڈاکٹر حضرات اور دیگر اسٹاف نے کرونا کے ایام میں دیا۔ انہوں نے کرونا کی kit پہن کر لوگوں کا علاج کیا اور ان کو موت کے منہ میں جانے سے بچایا، حتی کہ کئی کرونا کے مریضوں کا انتقال ہو گیا تو ان کی تدفین کے لیے ان کے گھروں سے کوئی نہ آیا تو ڈاکٹر حضرات نے یہ فریضہ انجام دیا۔ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ایسے لوگوں کی حوصلہ افزائی کرے ان کو ایوارڈ سے نوازے تاکہ اگر ملک میں خدانخواستہ آئندہ کوئی ایسا مشکل وقت آئے تو ان کے اندر عوام کی خدمت کرنے کا جذبہ ہو اور بہتر طریقے سے انسانیت کی خدمت کر سکیں۔

آفات سماوی یا وبائی امراض کو اللہ کی طرف سے آزمائش اور امتحان سمجھ کر اپنے اعمال کا محاسبہ کرنا، دعائیں جو عبادت کا مغز ہیں ان کو معمول بنالیا اور اپنا تزکیہ نفس کرنا ضروری ہے، انجینئر ممتاز حسین نے اسلامک فلاسفی کو کتنے مختصر اور عمدہ الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

> "Islamic philosphy is not an abstract enslilly. It has three dimensional (inword) out word and upword its inword approal means art and mind.it abstract approach implies human issues ronging fromp present to global levels.its upward approach signifies complete submission to the will of Almighty Allah"[94]

رجوع الی اللہ کا اس سے بہتر طریقہ نہیں ہے۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ دنیا میں ہر چیز کے اچھے اور برے دونوں پہلو ہوتے ہیں۔ عربی مقولہ ہے: **"بہت نقصان پہنچانے والی چیزیں بہت فائدہ دینے والی بھی ہوتی ہیں"** ہر عسر کے ساتھ یسر ہے۔

اس طرح کروناوائرس نے ہمارے معاشرے پر خصوصا عائلی زندگی پر مثبت اور منفی دونوں طرح کے اثرات قائم کیے لہذا ہمیں منفی اثرات پر قابو پانا ہے تاکہ مستقبل میں ہمارا فیملی سسٹم کرونا سے محفوظ رہ سکے۔

مزید بر آں کرونا وباء کے اثرات سے متعلقہ موضوع بہت وسعت اور گنجائش رکھتا ہے کہ اس پر مزید کام ہو۔ مثال کے طور پر ناگہانی آفات یا کروناوائرس نے ملک کی معیشت اور سیاست پر اثرات مرتب کیے۔

اس کے علاوہ کروناوائرس نے بچوں کی تعلیم و تربیت کو کس حد تک متاثر اور والدین کا کردار، اس پر بھی کی ضرورت ہے۔ لہذا معاشرے کے مختلف پہلوؤں پر کروناوائرس کے اثرات کے لحاظ سے لکھا جائے ان میں کن اصلاحی اقدامات کی ضرورت ہے؟ تاکہ مشکل حالات میں پیدا ہونے والے مسائل سے نبرد آزما ہونے کی تعلیمات دی جا سکیں۔

خلاصۂ بحث

دینِ اسلام کا طرۂ امتیاز ہے کہ اس نے انسان سے دائمی محبت کا ثبوت اس طرح دیا کہ زندگی کے ہر موڑ اور ہر مرحلے میں اس کی رہنمائی کی اور اس کے مسائل حل کیے یہاں تک کہ پیدائش سے پہلے رحمِ مادر میں ہی اس کے حقوق متعین کیے، اس طرح موت کے بعد پیش آنے والے مسائل میں مکمل رہنمائی کی۔ وبائی مرض کووڈ19 جسے عرفِ عام میں کرونا کہا جاتا ہے اس نے دنیا بھر کے سماجی، معاشرتی، معاشی، تعلیمی، سیاسی اور ثقافتی سرگرمیوں کو متاثر کیا اس طرح عائلی زندگی جو کسی معاشرت کی بنیاد ہوتی ہے اس کے اثرات سے محفوظ نہ رہ سکی۔

پاکستان جہاں مغربی تہذیب کے اثرات سے خاندان جیسا اہم ادارہ شکست وریخت کا شکار ہے، ہر شخص گھر سے باہر اپنی مصروفیت کی تلاش میں ہے اپنے خاندانی رشتوں سے دور سے دور تر ہوتا جا رہا ہے، وہاں زوجین کا رشتہ جو نسل انسانی کے آغاز کا اور دنیا کا پہلا تخلیق کردہ خوبصورت ترین رشتہ ہے وہ مختلف مسائل کا شکار ہے۔ اس پس منظر میں جب کرونا کے اثرات کا جائزہ لیں تو یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ کرونا کے ایام میں معمول کی سرگرمیاں سے اعتراض کرنے کا شور مچایا گیا بلکہ کچھ صورتوں میں قانون کو حرکت میں لا کر جبری صورتحال سے جو نتائج سامنے آئے بعض حوالوں سے امید افضا اور بعض پہلوؤں سے پریشان کن مسائل کی نشاندہی کرتے ہیں۔

وبا کے دنوں میں افراد خانہ کو اکٹھے مل بیٹھ کر باہمی الفت و محبت کی تجدید کا موقع ملا اس وبا نے کیا کیا کہ جو بیوی جسے ان سے قربت کے لمحوں میں بے پناہ اضافہ ہو گیا، والدین اور بچوں کو ایک دوسرے کے مسائل سمجھنے کا موقع مل گیا، زندگی کی مسابقت کا خاتمہ ہوا۔ اعلیٰ اخلاقی فضائل پروان چڑھے، صبر و برداشت کے اعلی اوصاف سامنے آئے، عزت نفس کی حفاظت ہوئی، دوسروں کی خدمت کا جذبہ، زندگی میں سادگی پروان چڑھی، شادی بیاہ کے مواقع پر سادگی کو مد نظر رکھا گیا رجوع الی اللہ اور اسوۂ نبوی کو ساتھ ساتھ لے کر چلنے کا موقع ملا۔

ہمیں چاہیے تھا کہ ہم کرونا کے مثبت سماجی پہلوؤں کو عام حالات میں بھی لے کر چلتے کیونکہ ہم مسلمان ہیں ہمارا اوڑھنا بچھونا اسلام ہے اس کی تعلیمات ہر دور اور ہر طرح کے حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے ہماری رہنمائی کرتی ہیں قدرتی آفات اور وبائی امراض کے دنوں میں اچھے تعلقات، محبت و الفت اور فرائض کی انجام دہی کی اہمیت دوچند بڑھ جاتی ہے، لیکن بے شمار لوگوں نے اسلامی تعلیمات و ہدایات کو پس پشت پھینک کر قطع رحمی اور قطع تعلقی کو ہوا دی، طرزِ زندگی کو مکمل طور پر بدل کر رکھ دیا شعائر اسلام کی بے حرمتی کی، بچے جو ہمارا مستقبل ہیں ان کی تربیت پر توجہ نہ دے سکے، بے شمار وقت ضائع کیا۔

مرد گھر کا قوام ہے جب وہ گھر بیٹھ گیا مرد کی فطرت میں یہ چیز ہے کہ ہر وقت ہر جگہ اس کو اہمیت دی جائے۔ 24 گھنٹے گھر رہنے کی وجہ سے بیوی دیگر مصروفیت کی وجہ سے اس کو وہ اہمیت نہ دے پائی تو یہی چیز ان کے درمیان

نزاع اور اختلاف کی وجہ بنی کچھ معاشی لحاظ سے مسائل نے بھی زوجین کے درمیان لڑائی جھگڑے کو ہوا دی۔ کیونکہ کرونا نے کاروبار زندگی، صنعت و تجارت، اور روزگار کے تقریباً تمام ذرائع کو متاثر کر دیا بے روزگاری اور مہنگائی میں کافی حد تک اضافہ ہو گیا۔ غریبوں کے چولہے بجھ گئے اور بہت سے گھرانوں کو فاقوں کا سامنا کرنا پڑا۔ بے حسی اور عدم تعاون کو فروغ ملا، سماجی فاصلوں نے لوگوں کے دلوں میں بھی فاصلے پیدا کر دیے حالانکہ ایسا ہونا نہیں چاہیے تھا۔

چھوٹے سے وائرس نے ہمیں سبق دیا کہ جتنی مرضی ستاروں پر کمندیں ڈال لو، فضاؤں کو مسخر کر لو پھر بھی تمہاری کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اس نے ہمیں سمجھایا کہ ہمیں زندگی میں غیر فطری طریقوں کو ختم کرنا ہے۔ ماحولیاتی آلودگی کو ختم کرنا ہے ہمیں فطرت کی طرف سے یہ درس دیا گیا کہ زندگی کا مقصد صرف اللہ کی بندگی ہے اس کے بغیر زندگی عروج نہیں صرف زوال سے ہم کنار ہوتی ہے۔ ہمیں مذہب کی اصل روح کو سمجھنا ہو گا۔ پاکیزگی اور صفائی کو نصف ایمان سمجھ کر اس پر عمل کرنا ہو گا۔ اللہ تعالی اپنی مخلوق سے بے حد محبت کرتا ہے

کرۂ ارض کی دیگر مخلوقات کے ساتھ مل کر یہ وائرس ملک و قوم کے لیے ایک بہت بڑا چیلنج بن کر آیا، یہ دکھائی نہ دینے والے وائرس نے نظام زندگی کو بدل کر رکھ دیا تمام مذاہب کو ایک صف میں لا کھڑا کر دیا۔ بازار، مارکیٹیں، شاپنگ مال، شادی ہال، تعلیمی ادارے اور تجارتی سینٹرز سب کو ویران کر دیا اور قبرستان کو آباد کر دیا۔

اس نے ہمیں سبق دیا کہ اپنا طرزِ زندگی بدلو، سماجی میل جول اور رشتوں کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرو، غیر فطری طرزِ زندگی سے بچو، اپنا بھی خیال رکھو اور دوسروں کا بھی خیال کرنا سیکھو۔ اس نے مرد و خواتین دونوں کو ماسک پہنا کر فطرت کی ہدایات پر عمل پیدا کر دیا کہ غیر محرم مرد اور عورت کو ایک دوسرے سے دور بھی رہنا ہے، اور پردہ بھی کرنا ہے۔ اس نے بتایا کہ دنیا ماحولیاتی آلودگی سے بڑھ گئی ہے اس کو بچانے کے لیے اپنے اپنے حصے کا کردار ادا کرو۔ اس نے انسانیت کو نامیدی نہیں بلکہ امید کے راستے دکھائے اور بتایا کہ ہم میں سے ہر ایک کو اپنا احتساب کرنا ہے۔ مشکل وقت وبائی ایام اور آفاتِ سماویہ کے وقت ہمیں جسدِ واحد اور تسبیح کے دانوں کی طرح اکھٹا ہونا ہے۔ اخوت و اجتماعیت، یگانگت قومی و ملی اتحاد کو ظاہر کرنا ہے۔ خدمتِ خلق، ایثار و قربانی، امانت و دیانت داری اور صفائی و پاکیزگی کو عام کرنا ہے، جو ہمارے دین کا امتیاز اور ہمارے قومی اور ملی مزاج کی روح ہے۔

الحمد للہ رب العالمین

حوالہ جات

[1]۔ عوامی جمہوریہ چین موجودہ چین کو کہتے ہیں جبکہ جمہوریہ چین سے مراد تائیوان اور اس سے ملحقہ علاقے ہیں۔ یہ ایشیا کے مشرق میں واقع دنیا کی قدیم ترین تہذیب پر مشتمل ایک کامیاب ریاست ہے۔ جنگ عظیم دوم کے بعد ہونے والی چین کی خانہ جنگی کے اختتام پر چین کو دو ملکوں میں تقسیم کر دیا گیا، ایک کا نام عوامی جمہوریہ چین اور دوسری کا نام جمہوریہ چین۔ رکھا گیا۔ عوامی جمہوریہ چین کے ماتحت مرکزی سرزمین چین، ہانگ کانگ اور مکاؤ، جبکہ جمہوریہ چین کا کنٹرول تائیوان اور اس کے ملحقہ علاقوں پر تھا۔

[2]۔ ہوبے Hubei (عوامی جمہوریہ چین کا ایک صوبہ ہے جو ملک کے وسطی حصے میں واقع ہے۔ اس کا صوبائی دارالحکومت "ووہان" ہے۔ جہاں سے کروناوباء کا آغاز ہوا۔ صوبا

[3]۔ عالمی ادارہ صحت یا ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن(WHO) اقوام متحدہ کا ذیلی ادارہ ہے، جو عالمی سطح پر عوامی صحت سے متعلق کام کر رہا ہے۔ اس ادارے کا مرکزی دفتر سوئٹزرلینڈ کے شہر جنیوا میں واقع ہے۔ عالمی ادارہ صحت کا قیام 7 اپریل 1948ء کو عمل میں لایا گیا۔

[4]. Ong, Quan-Xin, Bai-Zhong Liu, Hai-Jun Deng, Gui-Cheng Wu, Kun Deng, Liao et al "Antibody responses to SARS-CoV-2 in YaoKai Chen, Pu patients with COVID-19." Nature medicine 26. accessed 28-2-2020

[5] / Coronavirus Update . Coronavirus COVID-19 Global Cases,March ,2020, and 13,050 Deaths from COVID-19 Virus (Live): 307,627 Cases Outbreak—Worldometer". www.worldometers.info. Accessed: 21-3-2020

[6]. Estimating the asymptomatic proportion of coronavirus disease 2019 (COVID19) cases on board the Diamond Princess cruise ship, Yokohama, Japan, 2020." Euro surveillance 25, no. 10 (2020): 200018 Accessed: 2020

[7] accessed 18-/. https://meaningin.com/english-to-urdu/novel-meaning-in-urdu 6-2022

[8]. F. Chen, Introduction to PLASMA PHYSICS and controlled fusion second 4edition ,volume 1: page :1

[9] accessed 18-6-/. https://time.com/5798684/coronavirus-glossary-definitions/ 2022

[10] Retrieved 15 March 2020 . https://www.bing.com/images/search?view

[11] . Richman DD, Whitley RJ, Hayden FG, eds. Clinical virology, 4th edn. Washington: ASM Press, 2016

12 . WHO Director-General's opening remarks at the media briefing on COVID-19". (WHO) (Press release). 11March 2020

13 ۔روزنامہ جنگ لاہور 27 فروری 2020، جلد 41, شمارہ 138 ص:1

14 -https://covid19.who.int/region/emro/country/pk

15 الشرح ۔6:94

16 ۔ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید قزوینی، **السنن**، کتاب النکاح، باب افضل النساء، (العربیہ: داراحیاء الکتب، 2009)رقم الحدیث:1855

17 ۔سورۃ النسا 4 :19

18 ۔البقرۃ 2 :228

19 ۔بخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، کتاب الزکات باب الصدقہ الا عن ظہر غنی، (سانگلہ ہل: مطبوعہ مطبعہ اثریہ، س۔ن)رقم الحدیث:1429

20 بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجمعہ، باب فی القریٰ والمدن، (بیروت لبنان: دار حیا، دارالقلم 1401ھ)، رقم الحدیث:893

21 ۔الأعلی 13:84

22 ۔المائدۃ 6:5

23 ۔اشرف، آغا، **تاریخ طب**، (کراچی: ناشر محمد بشیر اینڈ سنز 1998ء) ص:44

24 ۔البقرۃ 222:2

25 ۔مسلم، **الجامع الصحیح**، کتاب الایمان، رقم الحدیث:223

26 ۔العنکبوت 64 :28

27 ۔الملک 2:64

28 ۔آل عمران 3 :185

29 ۔الحج 35:22

30 ۔الص 41:38

31 ۔ابن کثیر، عماد الدین بن اسماعیل، امام، **تفسیر ابن کثیر**، (لاہور: مکتبہ قدسیہ، 2006ء)4:314-315

32 ۔البروسی، اسماعیل حقی، الشیخ (متوفی 1405ھ) **روح البیان**، (بیروت: داراحیاء التراث العربی)8:332

[33]۔البقرۃ 156:2

[34]۔النحل 42:16

[35]۔ صالحی، محمد بن یوسف علامہ (متوفی942ھ) **سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد**،(قاہرہ: احیا التراث الاسلامی 1983ء)579:2

[36] http/www.sbporgpk urdu/rone apraccessed on 22th, March 2022 at 7PM-

[37]۔ مسلم، **الجامع الصحیح**، کتاب الفضائل، باب من فضائل الاشعریین رضی اللہ عنھم، رقم الحدیث:6408

[38]۔حمید اللہ، ڈاکٹر، **خطبات بہاولپور**، (اسلام آباد: ادارۃ تحقیقات الاسلامیہ، س۔ن) ص: 312

[39]۔ مسلم، **الجامع الصحیح**، باب الدین النصیحۃ رقم الحدیث:3345

[40]۔ آلوسی، شہاب الدین السید محمود1802ء۔1854ء)، **روح المعانی تفسیر القرآن العظیم و سبع المثانی** (لبنان: ادارۃ الطباعۃ المنیریہ واحیاالتراث العربی، س۔ن)، 54:1

[41]۔الترمذی، محمد بن عیسی،، **السنن**، باب الزھد،(بیروت: دارالغرب اسلامی، 1998ء) رقم الحدیث:2343

[42]۔ نعمان، شبلی، علامہ، **سیرت النبی ﷺ**، (لاہور: الفضل ناشران وتاجران کتب بازار1332ھ)233:1

[43]۔البقرہ215:2

[44]۔النساء1:4

[45]۔البقرۃ35:2

[46]۔الکوثر1:108

[47]۔ابن ماجہ، **السنن**، کتاب النکاح، بَابُ: تَزْوِیجِ الْحَرَائِرِ وَالْوُلُودِ، رقم الحدیث:1863

[48]۔البانی، محمد ناصر الدین، **سلسلہ احادیث صحیحہ**، الزواج، والعدل بین الزوجات وتربیۃ الاولاد والعدل بینھم و تحسین اسمائھم، رقم الحدیث:1426

[49]۔ابن ماجہ، **السنن**، کتاب الفتن، بَابُ: الْعُقُوبَاتِ، رقم الحدیث:4019

[50]۔الحجرات12:49

[51]۔الھمزۃ1:104

[52]۔ آلوسی، سید محمود، علامہ، **تفسیر روح المعانی**، 161:26

[53]۔ محمود احمد ظفر، حکیم، **پیغمبر اسلام ﷺ اور ترکِ رذائل**، (لاہور: مکتبہ تخلیقات2008ء)، ص:18

[54]۔ غازی محمود احمد، ڈاکٹر، **محاضراتِ فقہ**، (لاہور: الفیصل ناشران وتاجران کتب، 2017ء) ص:267

[55]۔ المائدۃ5:105

[56]۔ مسلم، **الجامع الصحیح**، باب حلال وحرام، رقم الحدیث:6774

[57]۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع المسند**، کتاب الجنائز، باب قول النبی ﷺ یعذب المیت بعض بکاء اھلہ علیہ، رقم الحدیث:1224

[58]۔ ایضاً، کتاب الجنائز، باب لیس منا، رقم الحدیث:1233

[59]۔ غزالی، محمد، ابوحامد، **کیمیائے سعادت**، (لاہور: ناشران قرآن لمیٹیڈ)، ص:883-884

[60]۔ البقرۃ 2:155-157

[61]۔ ابن کثیر، عماد الدین اسماعیل، **تفسیر ابن کثیر**، 1:338

[62]۔ انجینئر ممتاز حسین، **ماحولیاتی آلودگی**، (لاہور: فیروز سنز پبلیشرز، 1995ء) ص:25

[63]۔ محمد رفیق خان، ڈاکٹر، **ماحول اور ہم**، (لاہور: اردو سائنس بورڈ، 2005ء) ص:11

[64]۔ الانفال8:11

[65]۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، **الجامع الصحیح**، باب فی قطع السدر، ابواب السلام، رقم الحدیث:5239

[66]۔ الاسراء17:82

[67]۔ یونس10: 57

[68]۔ الشعراء26: 80

[69]۔ عمران ریاض، نگران مقالہ ڈاکٹر نسیم، **سانس کی بیماریاں اثرات اور علاج: طب نبوی ﷺ اور جدید میڈیکل سائنس کے تناظر میں**، تحقیقی مقالہ، یونیورسٹی آف مینیجمنٹ اینڈ سائنس ٹیکنالوجی، سیالکوٹ، سیشن2019-2021، ص:-45 33

[70]۔ ترمذی، **الجامع الصحیح**، رقم الحدیث:1818

[71]۔ غزنوی، خالد، **طب نبوی ﷺ اور جدید سائنس**، ص:35

[72]۔ فصلت41 :51

[73]۔ آل عمران3:102

[74]۔الانعام17:6

[75]۔الرعد27:13

[76]۔مسلم بن حجاج، **الجامع الصحیح**، کتاب الکسوف، باب ذکر النداء بصلاۃ الکسوف الصلوۃ جامعۃ، رقم الحدیث:2114

[77]۔ترمذی، **الجامع الصحیح**، ابواب الدعوات، باب مافی الدعاء اذا۔۔۔۔۔ رقم الحدیث:3388

[78]۔النور31:24

[79]۔الشوریٰ42: 30

[80]۔ أبو عبداللہ، احمد بن حنبل، (۲۴۱ھ) **المسند**، (بیروت: دارالفکر والنشر والتوزیع،) رقم الحدیث: 949، 185:1

[81]۔ مسلم، **الجامع الصحیح**، کتاب الجنازۃ، باب مایقال عند۔۔۔۔ رقم الحدیث: 918

[82]۔السبا 34:39

[83]۔ترمذی، محمد بن عیسی ابو عیسی، **الجامع الصحیح**، أبواب زکوۃ باب ماجاء فی فضل الصدقۃ، رقم الحدیث:667

[84]۔النساء 32:4

[85]۔نسائی، ابوعبدالرحمان، احمد بن شعیب، **السنن**، باب خروج المتوفیٰ عنھازوجھا، رقم الحدیث:3550

[86]۔بخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاِسلام، رقم الحدیث:3388

[87]۔ سلیمان منصور پوری، **رحمۃ للعالمین**، (فیصل آباد: قرار الحرمین الاسلامی، طبع 2007ء 112:1

[88] .Malik Aizadmundaz, Covid19 the unprecedented calamily the unviron publication Lahore 2021, P 189

[89]۔الزمر39:53

[90]وحیدالدین خان، مولانا، **کتابِ زندگی**، (لاہور: بک سٹی، سن اشاعت2020ء)، ص:137

[91]۔الحشر59:9

[92]۔الذاریات19:51

[93]۔شاہ ولی اللہ، **حجۃ اللہ البالغہ**، (لاہور: دار نشر الکتب الاسلامیہ، ،1354ھ)، المبحث الثالث، باب تدبیر المنزل، 1: 49

[94] Engineer Mumtaz Hussain, Covid19: Theem Precedented Calamity, P 247 .